Regd No P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

WEEKLY BADR QADIAN.

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۴

شمارہ ۲۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ

سالانہ -/۷ روپے

ششماہی -/۴ "

ممالک غیر -/۸ "

فی پرچہ:- ۱۵ نئے پیسے

۸ وفا ۱۳۴۴ ہش | ۷ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ | ۸ جولائی ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ جولائی بسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۳ جولائی بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی گزشتہ روز کراچی سے ڈاکٹر ذکی حسن صاحب حضور کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے انہوں نے پرسوں رات کو اور کل صبح بھی حضور کا معائنہ کیا اور ہدایات دیں حضور کو رات بھر شدید بے چینی رہی دوائی لینے کے باوجود ساری رات نیند نہیں آئی اسوقت بھی بے چینی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ و درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۷ جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ شمالی ہند کی بعض جماعتوں کے دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں آپ کے اہل و عیال قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

سفر کے کوائف محترم صاحبزادہ صاحب ۲۶ جون کو قادیان سے روانہ ہوئے اس رات سخت گرمی رہی سامورخہ ۲۷ کی رات کو جونہی یوپی کی حدود میں داخل ہوئے بوندا باندی شروع ہوئی۔ صبح چار بجے جب کیول جنکشن پر اُترے تو بادل گھرے ہوئے تھے اور صبح ہونے سے قبل ہی بارش شروع ہو گئی اور موسم خوشگوار ہو گیا۔ اور جب پہنچے تو بھی موسم اچھا رہا۔ مظفر پور سے لیکر تار مظہر ہے کہ آپ یہاں سے روانہ ہو کر پٹنہ کلکتہ اور کانپور تشریف لے جائینگے اس دوران محترم صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ

عیسائیت میں خدا کا بدلتا ہوا تصوّر

از مکرم مولوی نسیم صاحب سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

اسلامی تعلیمات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ ان میں کسی چیز یا بات کو ماننا نہیں پڑتا جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ یا جس کے نہ ماننے سے کوئی نقصان پیدا نہ ہوتا ہو۔ اگر اسلامی تعلیم کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ دیگر مذاہب جس قدر اسلام کی تعلیم سے دُور ہیں یا مختلف ہیں اتنا ہی ان میں نقص پایا جاتا ہے۔ اسی قدر اپنے ماننے والوں کے لئے مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ ایمان باللہ ہی کو لیجئے۔ جس رنگ میں اسلام اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کو پیش کرتا ہے۔ کوئی اور مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مثلاً اسلام اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر زور دیتا ہے۔ اور اس طرح اس کی صفات کی پوری پوری تشریح کرتا ہے۔ صفات میں اس کا حی و قیوم ہونا اور کسی تغیر و تبدل کو قبول نہ کرنے والی ذات ہونا خاص طور پر قابل ذکر ہیں لیکن اس کے مقابلہ پر عیسائیوں کو لیجئے۔ وہ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے بلکہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات بھی اسلام کی بیان کردہ صفات سے مختلف ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ پر (نعوذ باللہ) موت کا وارد ہونا بھی کوئی عجیب بات نہیں۔ یسوع مسیح جن کو وہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ وہ تین دن تک مرے رہے تو گویا خدا پر موت بھی وارد ہو سکتی ہے۔

عیسائیت کے نظریہ الوہیت پر غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس نظریہ نے نہ صرف اس کے ماننے والوں کو ایک الجھن میں ڈال رکھا ہے بلکہ اس کے ذریعہ مختلف قسم کے نقصانات اُٹھانے پر مجبور کر دیا ہے۔

چونکہ عیسائی یسوع مسیح کو جو ایک انسانی شکل میں دنیا میں زندگی بسر کر کے وفات پا چکے ہیں۔ خدا کا بیٹا مانتے ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ اپنے تین خداؤں میں سے انہیں بھی ایک خدا مانتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق ان کا فہم و ادراک صرف انسانی صفات تک ہی لے جا سکا ہے۔ اس سے آگے وہ نہیں جا سکے۔

حال ہی میں امریکہ کے میگزین TIME میں مذہب کے صفحات میں ایک مضمون چھپا ہے جس کا عنوان ہے۔

"خدا میں تغیر و تبدل ہو رہا ہے"

اور اس عنوان کے تحت عیسائیوں کی موجودہ الجھن کا کس قدر وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے مضمون نگار لکھتا ہے کہ امریکہ میں عیسائیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو رہا ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ہستی کو موجودہ زمانے کی سائنسی دنیا اور فلسفیات کے ماہروں کے سامنے پیش کرنا ہے تو یہ بات بھی ماننی اور پیش کرنی پڑے گی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہمیشہ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ یہ لوگ ہیں جو "تدریجی مذہب" (Process Theology) کے نظریہ کو رواج دے رہے ہیں۔

مضمون نگار لکھتا ہے کہ عیسائیوں کے لئے اس وقت سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مادہ پرست اور سائنسی تخیل والے لوگوں کے سامنے خدا کے وجود کو پیش کرتے ہوئے کس طرح وہ ایسی باتیں کریں۔ جن میں معقولیت کا رنگ ہو۔ اور کہ

(Dietrich Bonhoeffer)

کے بعض پیرو تو یہ کہتے ہیں کہ اب یہ بات صاف الفاظ میں کہہ دینی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا روایتی تخیل (یا عقیدہ) اب مر چکا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک نئی کتاب

A Christian Natural Theology پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف نے اس زمانے کے بہت بڑے عیسائی عالم White Head کے نظریہ کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور وہ نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو تاریخ کے ساتھ منسلک کر کے کسی مفید رنگ میں پیش کرنا چاہیئے۔ اس پر مضمون نگار لکھتا ہے کہ اگرچہ White Head کا فلسفہ تو قدرتی سائنس کی بنیاد پر قائم ہوتا تھا۔ لیکن اس نے شدت کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ خدا کو سمجھنے کے لئے انسانی تجربہ کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیئے اور چونکہ انسانی تجربہ کے ضمن میں یہ بات پُرزور طریق پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس دنیا کا قانون ہی تغیر و تبدل ہے اور کہ یہاں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو تغیر و تبدل کے قانون سے آزاد ہو۔ اس لئے یہ بات بھی لازمی ٹھہری کہ خدا بھی تغیر پذیر ہے اور چونکہ انسانی زندگی کا تغیر اسے بہتر سے بہتر بنا رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ بھی تغیر و تبدل کے ذریعہ اپنے کمال کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔

ایک اور عیسائی عالم

John Macquarrie

کا خیال ہے کہ خدا کی ہستی کے نا قابل ہونے کا خیال اور خاص طور پر یہ نظریہ کہ وہ اس تغیر و تبدل کے ذریعہ کمال کی طرف قدم بڑھا رہا ہے انسانی ذہن کو اپنی طرف راغب کر لیتا ہے اور یہ بات بھی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ ابھی تک دنیا کی برائی (گناہ) پر پوری طرح قابو کیوں نہیں پا سکا۔ لیکن روحانی طور پر اس نظریہ سے تسلی نہیں ہوتی۔

یہ واقعی ایک حقیقت ہے کہ کسی ایسے نظریہ سے جو اسلام کی تعلیم سے ہٹ کر بنایا جائے۔ بے شک عارضی طور پر ذہنوں میں تو رغبت اور دلچسپی پیدا ہو۔ لیکن روحانی تسکین ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور اس بات سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ مذہب کے اولین فرائض میں روحانی تسکین بھی شامل ہے۔ عیسائیوں کو یہ الجھن اس لئے پیش آ رہی ہے کہ وہ خدا کے تصور کو ایک انسانی ڈھانچے سے آگے نہیں لے جا سکے وہ اکثر کہتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے یسوع مسیح کو خدا مان کر ایک انسان کو خدا نہیں مانا۔ بلکہ خدا کو انسانی شکل میں آیا ہوا مانا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ انہوں نے خدا کو انسانی شکل میں آئی ہوئی ایک ہستی مان کر اپنے ارد گرد الجھنوں کے جال بچھا لئے ہیں۔ اور حقیقی خدا سے جو وہ فائدہ اُٹھا سکتے تھے اس سے محروم ہو گئے ہیں۔

اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اس کا اور اس کی صفات کا ایک ہلکا سا خاکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب "ہمارا خدا" میں یوں کھینچا گیا ہے:-

"اسلام تم سے یہ کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو تمہارا خالق و مالک ہے۔ یعنی جو تمہیں نیست سے ہست میں لایا ہے۔ اور جس کے قبضہ تصرف میں تمہاری جانیں ہیں اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۸ر جولائی ۱۹۶۵ء

مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت

انڈونیشیا کے وزیر تعلقات عامہ ڈاکٹر اسلان عبدالغنی نے ایک تقریب پر کہا "اسلام ایک عقلی اور انقلابی مذہب ہے اسلام کے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے انقلابی پیغمبر تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو ابھی دوڑ میں سب سے آگے رہنا چاہیئے اور ترقی کے ہر میدان کو سر کرنا چاہیئے۔ اسلام کے پیروکاروں کو اپنی بہترین قابلیتوں کے ساتھ ایسی سرگرمی دکھانی چاہیئے کہ سب سے پہلے چاند پر پہنچیں۔"

ڈاکٹر اسلان کی تقریر کا اس قدر خلاصہ نقل کرتے ہوئے معاصر روزنامہ الجمعیۃ دہلی نے لکھا ہے کہ

"یہ تقریر مسلمانوں کے لئے قابل غور ہے اگرچہ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہیں کہ زمانہ کی چلتی اصطلاحیں اسلام پر چسپاں کر دی جائیں۔ آج اگر لفظ "انقلاب" کو ایک زبردست طاقت کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ پیغمبر اسلام کو بھی انقلابی پیغمبر قرار دیا جائے۔ انقلاب کے معنے ہیں ہر چیز کو الٹ پلٹ کر دینا پورے نظام کو بگاڑ دینا ترتیب کو الٹ دینا اس کے مقابلہ میں ایک دوسری اصطلاح ہے جو لفظ اصلاح کے نام سے قرآن میں استعمال کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے اچھائی کو باقی رکھتے برائیوں کو دور کرنا۔ اصلاح میں تخریب کم اور تعمیر زیادہ ہوتی ہے ساتھ ہی ترتیب کو باقی رکھا جاتا ہے اس معنے میں پیغمبر اسلام کو مصلح اعظم تو ضرور قرار دے سکتے ہیں، ایسا انقلابی قرار نہیں دے سکتے جو اچھے اور برے میں تمیز کے بغیر پورے نظام کو تہ و بالا کر دے۔"

(الجمعیۃ دہلی ۲۷/۶/۶۵)

معاصر نے جس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ فی الواقع درست اور واجبی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انقلابی شخصیت قرار دینا حضور کے ارفع و اعلےٰ رتبہ کے ساتھ میل نہیں کھاتا۔ آپ کو تو خدائے تعالےٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔ اس میں بھی آپ کی ذات اقدس نہایت ارفع اور اعلےٰ رہی یعنی آپ مصلح اعظم تھے آپ نے ہر شعبہ زندگی میں انقلاب کی جگہ اصلاح فرمائی جو سراسر خیر کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہے اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی مظہر۔

جس زمانہ میں حضور کی بعثت ہوئی، دنیا میں فساد اور بگاڑ کا دور دورہ تھا۔ جسے قرآن کریم نے ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کے الفاظ میں ریکارڈ کیا ہے۔ آپ نے خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید اور اس راہ میں نہایت درجہ جانفشانی اور سخت محنت کے ساتھ اس دھارے کو اصلاح کی طرف موڑ دیا۔ چنانچہ سر ولیم میور کو بھی جو اسلام کا دشمن ہے زمانہ کی ایسی ابتر حالت کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ وہ لکھتا ہے :-

"محمد (صلعم) کی جوانی کے زمانہ میں عرب ایک بندھی لکیر پر چلنے والے لوگ تھے۔ اور ملک کی حالت ہر قسم کے تغیر اور اصلاح کی سخت مخالف تھی بلکہ اس کی تمام تاریخ میں شاید اس زمانہ سے بڑھ کر کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا کہ جب اس کی اصلاح اس وقت سے زیادہ مشکل اور مایوس کن ہو... عیسائی مذہب کی پانچ سو سال کی تبلیغی کوششوں کا یہی نتیجہ تھا کہ ملک میں شاذ شاذ عیسائی نظر آتے تھے اور بس۔ یہودی مذہب زیادہ طاقتور تھا۔ لیکن ایک تبلیغی مذہب کے طور پر وہ بھی اب گویا بالکل بے دم ہو چکا تھا لیکن بت پرستی اور اسمٰعیل کے ترجمانہ اعتقاد کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ کی دیواروں سے آ کر ٹکراتا تھا"

(دیباچہ لائف آف محمد صفحہ ۸۵)

نہ صرف ملک عرب بلکہ ساری دنیا کا یہی حال تھا۔ خود آریہ مذہب کے مرد درجہ بگڑے ہوئے ہونے کا سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں صاف اقرار کیا ہے

ایسے وقت میں خدا تعالےٰ نے اصلاح زمانہ کے لئے آپ کو کھڑا کیا اور ۲۳ سال کی سخت محنت اور آپ کی غیر معمولی قوت قدسی سے وہ عظیم اور شاندار اصلاح کا نمونہ نظر آیا جس کی نظیر دنیا میں ڈھونڈے نہیں پائی جاتی۔ جس قوم میں آپ مبعوث ہوئے اور سب سے پہلے وہی آپ کے مخاطب تھے۔ ان کی نسبت سر ولیم میور کے اوپر کے نوٹ سے کافی روشنی پڑتی ہے۔ آپ ہی نے ان وحشیوں کو پہلے انسان بنایا اور پھر انسان سے با اخلاق انسان اور پھر با اخلاق سے باخدا انسان بنایا اور کیسی عجائبی اور عجیب تھا۔ اس قوم میں پہلے نہ پایا جاتا ہو افضل و نقائص سے لے کر تمام عیوب کا وہ مجموعہ تھے۔ لیکن آپ کی شب و روز کی محنت شاقہ۔ پاک صحبت اور نیک تربیت کا نتیجہ تھا کہ اونٹوں اور بکریوں کو چرانے والے دنیا کے معلم بن گئے۔

جیسا وہی طور پر آپ ہی وہ جوہر قابل تھے جو اصلاح زمانہ کے اس عظیم کام کے لئے منتخب کئے گئے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ غار حرا میں جب آپ پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ اپنے گھر تشریف لائے تو سخت گھبرائے ہوئے تھے آپ نے غار حرا میں فرشتہ کے نازل ہونے اور پہلی وحی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اپنی غمگسار زیرک رفیقہ حیات حضرت خدیجہ سے فرمایا "لقد خشیت علی نفسی"۔

اس چار حرفی فقرے میں بڑے ہی جامع انداز میں حضور کی گھبراہٹ کا اصل سبب اور حضور کے نہایت درجہ احساس ذمہ داری کا انعکاس کیا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ پہلی وحی کے نزول پر ہی حضور کے قلب مطہر نے نہایت درجہ مصفیٰ آئینہ میں ان تمام ذمہ داریوں کا نقشہ کھینچ لیا اور پھر ان گوناں گوں ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہونے کا احساس جو ہر زیرک نفس کی قوت فعل وحرکت میں لانے کے لئے پیدا ہوا کرتا ہے۔ اس قسم کے متنوع احساسات کے تصور سے جو دل کی کیفیت تھی اس کو چار حرفی فقرہ نے بڑی خوبی سے بیان کر دیا ہے

اب دیا اس قسم کے شاندار ذمہ دارانہ نازک احساسات کے مقابل میں اس مبارک خاتون کی زیرکی معاملہ فہمی اور فراست بھی ملاحظہ ہو جس کو سرور دو عالم خاتم النبیین کی رفیقہ حیات بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے یہ جامع فقرہ سنتے ہی فرمایا۔ کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا۔ انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق (بخاری) ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی پریشان نہیں کریگا یقیناً آپ صلہ رحمی برتتے ہیں سب کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ میں وہ کمالات ہیں جو دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں اور آپ مہمان نوازی کرتے اور مصائب و مشکلات میں پڑے ہوئے لوگوں کی برحق امداد فرماتے ہیں۔

حضرت خدیجہ کے یہ الفاظ اپنے اندر صرف وقتی تسلی اور تشفی کا رنگ نہیں رکھتے تھے بلکہ نہایت درجہ قریب سے رہ کر اور رفیقہ حیات ہو کر حضرت خدیجہ کو آپ کے ہر حرکت و سکون کا گہرے رنگ میں مطالعہ کرنیکا موقعہ ملا تھا۔ اسلئے اس زیرک خاتون نے برملا طور پر اپنی حقیقی اور سچی گواہی پیش کی اور اس بات کا اظہار کیا کہ اصلاح خلق کے جس عظیم الشان کام کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے آپ کو منتخب فرمایا گیا ہے تو خالق کون و مکان کا یہ انتخاب برمحل ہے اسلئے کہ آپ ہی وہ جوہر قابل ہیں جو اس زمانہ کی اصلاح کی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس مبارک خاتون کی بالغ نظر نے آج تک جس طور پر آپ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا تھا۔ اس کی ان الفاظ کے جامہ میں اس کا بہترین اظہار تھا۔ چنانچہ بعد کی زندگی اس بات کا زبردست ثبوت تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رائے نہایت صائب اور درست تھی۔ فردی اصلاح سے لیکر قومی تربیت و اصلاح کے اصول قواعد تک سب میں آپ نے ایسی راہنمائی فرمائی کہ پیارے محمد نام کی طرح آپ کا ہر کام اور ہر ارشاد بھی محمد یعنی قابل تعریف ہے۔ آپ ہی کے وجود باجود کے شجرہ طیبہ سے نکلی ہوئی کونپلوں سے شیریں ثمار کی شاخیں نکلیں جو دائیں بائیں اکناف عالم میں پھیلیں اور زمین سے اٹھ کر آسمان کو چھو گئیں۔ آپ نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اصلاح کا سب سے کامیاب نمونہ قائم کیا کہ ہر پہلو سے آپ ہی کے کمالات ٹھہرے۔ حضور کی حیات طیبہ کے کسی بھی پہلو کو لے لیں۔ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی خراج تحسین ادا کیا ہے۔

اسی قسم کے صدہا اعترافوں پر مشتمل غیر مسلم مصنفین کی تحریرات ہیں۔ ان میں سے ایک تازہ حوالہ جو مولانا دریابادی نے برطانیہ کے ایک نامور مستشرق پروفیسر مانٹگمری واٹ (Watt) کی تازہ ترین کتاب بنام Mohammad Prophet and Statesman (محمد پیغمبر و مدبر) ہے جس کا تعارف مولانا دریابادی صاحب نے اپنے اخبار صدق جدید میں پہلے صفحہ پر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"کتاب کا خلاصہ در خلاصہ اور ساری تحقیق کا لب لباب آپ سنیں گے؟ یہ کہ یہ شخصیت اپنی دانائی و ہوشمندی کے لحاظ سے نادر روزگار تھی۔ جب اور جس ملک میں پیدا ہوئے وہاں خوب وقت کے تقاضوں اور ماحول کی جزئیات کو بھانپ لیا نقشہ زندگی سارے کا سارا اس حکمت و بالغ نظری سے بنایا کہ مات کھا جانے کی کہیں کوئی گنجائش ہی نہ رہی۔ امن ہو یا جنگ بس ہر حریف کو مات پہ مات دیتے رہے اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو سرتاپا کامیاب و فتح مند ہو کر" (صدق جدید ۲۵/۶/۶۵)

اس پہلو سے گویا ساری کتاب ہی آپ کی عظمت شخصیت کے اعتراف اور آپکو خراج تحسین ادا کرنے سے پُر ہے۔ اسکے باوجود یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جس موضوع پر اس برطانوی مستشرق نے قلم اٹھایا حضور کی معمور اور کامیاب اصلاحی زندگی کے صرف ایک حصہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر اسی نقطہ نظر سے حضور کی ساری حیات طیبہ پر نظر کی جائے تو بلاشبہ حضور کا وجود باجود مصلح اعظم کی صورت میں سامنے آتا ہے اور حضور کی بے نظیر مصلحانہ اعلےٰ وارفع شخصیت روح انسان کی دور مردہ زندگی کو اس طور پر سنوار دیتی ہے کہ ایک اعلیٰ انسان فرش سے اٹھ کر عرش تک پہنچ سکتا ہے۔ اور دنیا کی گندگی زیست سے نکل کر خدا کا محبوب اور پیارا بن سکتا ہے! اسی لئے آپ نے ساری دنیا کو دعوت دینے کیلئے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ !! کاش دنیا اس حقیقت کی طرف توجہ دے!!

م م

صرف اسلام ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کی مذہبی اور الہامی کتاب یقینی اور قطعی طور پر محفوظ ہے

کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جسے قرآن کریم با ترجمہ نہ آتا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک اہم تقریر

فرمودہ ۹ رمئی ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا:۔

دنیا کے تمام مذاہب میں سے

اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے

کہ اس کی مذہبی اور الہامی کتاب یقینی اور قطعی طور پر محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس کے محفوظ ہونے کی شہادت دینے پر مجبور ہے اور قرآن کریم کا محفوظ ہونا اس کی اندرونی شہادت سے ایسا ثابت ہے کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا اگر کوئی شخص گلاب کے پھول کی دو چار پنکھڑیاں نوچ کر پھینک دے تو گلاب کے پھول کی شکل ہی بتا دے گی کہ یہ اصل صورت نہیں ہے۔ دراصل قدرت کی پیدا کی ہوئی جتنی چیزیں ہیں وہ ساری کی ساری ایسی ہیں کہ اگر ان کا کوئی حصہ کاٹا گیا ہو تو اس کا فوراً پتہ لگ جاتا ہے۔ خربوزہ کتنی عام چیز ہے ایک پیسہ کے دو دو سیر بکتے تو ہم نے بھی دیکھے ہیں۔ اگر کوئی شخص خربوزہ کا کچھ حصہ کاٹ لے تو کیا یہ چوری چھپ سکتی ہے۔ آم کا ایک ٹکڑا اگر کوئی الگ کر دے تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا پتہ نہ لگے۔ انگور، سردا، انار، غرض جس قدر پھل یا ترکاریاں ہیں ان میں سے کسی میں ذرا بھی فرق کر دو تو فوراً پتہ لگ جائے گا۔ پھر

یہ کس طرح ہو سکتا ہے

کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے کلام میں دست اندازی کرے اور اس کا پتہ نہ چلے۔ اگر کوئی شخص دست اندازی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ پہلی چیز میں کوئی نہ کوئی تبدیلی کرے۔ اور کسی چیز میں تبدیلی ہمیشہ دو قسم کی ہو سکتی ہے۔ اول اتفاقی حادثہ سے دوم بالارادہ کی جائے۔ اگر پہلی بات ہو تو قرآن کریم کی آیات میں اتفاقی حادثہ کے رنگ میں کسی قسم کی تبدیلی بھی ثابت نہیں۔ اتفاقی حادثہ یہ ہو سکتا تھا کہ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی کسی لمبی عبارت کا کوئی فقرہ بھول جاتا اور آپ اس کی جگہ کوئی اور فقرہ رکھ دیتے مگر یہ

اعتراض نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کافر نے کیا اور نہ ہی مسلمانوں میں سے کسی نے کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم کا کوئی فقرہ بھول گیا تھا۔ بعد میں بے شک دشمنوں نے اس قسم کی خیالات آپ کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر بعد کی بنائی ہوئی بات کو کون درست تسلیم کر سکتا ہے۔ ہر شخص اسے دشمنی اور عداوت پر ہی محمول کرے گا۔ باقی رہا قرآن کریم کے کسی حصہ کا بالارادہ نکال دینا سو اس کے مدعی مسلمانوں میں سے صرف شیعہ ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے بعض حصے ارادتاً چھوڑ دیئے گئے ہیں مگر ان کی غلطی آپ ہی ظاہر ہے میں سمجھتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہے

کہ حضرت علی رضؓ آخری خلیفہ ہوئے۔ اگر وہ حضرت ابوبکر رضؓ یا حضرت عمر رضؓ یا حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں فوت ہو جاتے تو شیعہ کہتے کہ اس کے پاس جو قرآن کا حصہ تھا وہ ان کے ساتھ ہی چلا گیا مگر خدا تعالیٰ نے حضرت علی رضؓ کو ان خلفاء کے زمانہ میں زندگی دی اور حضرت عثمان رضؓ کے بعد خلافت پر بٹھایا۔ اب بے شک کوئی شیعہ یہ کہے کہ حضرت علی رضؓ نے اس وقت بھی قرآن کریم کا وہ حصہ چھپائے رکھا جو ان کے پاس تھا۔ مگر اسے کون درست سمجھ سکتا ہے۔ ہر شخص یہی کہے گا کہ حضرت علی رضؓ جب خود بادشاہ بن گئے تھے تو انہوں نے قرآن کریم کا وہ حصہ کیوں ظاہر نہ کیا۔ غرض کوئی اعتراض قرآن کریم پر اب نہیں پڑتا جو معقول ہو۔ اور

قرآن کریم کی حفاظت

کے متعلق شبہ پیدا کر سکے۔ پھر قرآن کریم کے بیسیوں حفاظ اس وقت موجود تھے اس وجہ سے بھی قرآن کریم میں خرابی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ یہ شرف بھی صرف قرآن کریم کو حاصل ہے کہ ایک وقت میں اس کے بیسیوں حفاظ موجود تھے اور پھر وہ سینکڑوں کی تعداد میں ہو گئے پھر

سینکڑوں سے ہزاروں کی تعداد میں ہو گئے اور اس وقت لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں سوائے قرآن کریم کے دنیا کی کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں جس کو حفظ کیا جاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی اعلیٰ ترتیب کے ساتھ

اتارا ہے

کہ اس کا یاد کرنا بہت آسان ہے۔ میرا بیٹا ناصر احمد حافظ ہے اور اس نے پندرہ سال کی عمر میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ اور اس گئے گزرے زمانہ میں بھی جبکہ مسلمان اسلام سے بے اعتنائی کر رہے ہیں

لاکھوں حافظ موجود ہیں

ابتداء میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم لکھنے کو عار سمجھتی تھی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی صحابہ رضؓ کی تعلیم کا انتظام کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے بہت جلد لکھنے پڑھنے میں مہارت پیدا کر لی اور قرآن کریم بھی لکھا جانے لگا۔ چنانچہ پہلے حضرت ابوبکر رضؓ نے قرآن کریم کو جو الگ الگ ٹکڑوں میں لکھا ہوا تھا ایک مجموعہ لکھوایا۔ پھر حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ نے حفاظ سے اس کی نظر ثانی کرائی تاکہ لکھنے والوں سے اگر لکھنے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اصلاح کرا دی جائے۔ اس کے علاوہ اصل کام حضرت عثمان رضؓ نے قرآن کریم کی حفاظت کے متعلق یہ کیا کہ کئی جلدیں لکھوا کر تمام اسلامی ممالک میں بھجوا دیں تاکہ لوگوں میں تلاوت کا جو اختلاف تھا وہ مٹ جائے مختلف علاقوں میں مختلف الفاظ ایک ہی مفہوم ادا کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں اور جب تعلیم عام ہو جاتی ہے تو وہ

اختلاف مٹ جاتا ہے

مستشرقین یورپ نے قراءتوں کے اختلاف کو ایک رنگ دے دیا ہے کہ عام انسان ان کا جواب دینے سے گھبرا جاتا ہے۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں پنجاب کے ہی مختلف علاقوں میں ایک ہی مفہوم کے ادا

کرنے کے لئے مختلف الفاظ بولے جاتے ہیں مثلاً قادیان کے لوگ اگر پنجابی میں یہ کہنا چاہیں کہ انہوں نے پکڑ لیا ہے تو کہیں گے "پھڑ لیا" لیکن گجرات و جہلم کے لوگ کہیں گے "بھیڑ لیا" اب کیا کوئی شخص جرأت کر سکتا ہے کہ بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ زبانوں میں اس قدر اختلاف ہے۔ دلی والے یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہماری اردو اچھی ہے اور لکھنؤ والے یہ دعوے کرتے ہیں کہ ان کی اردو اچھی ہے۔ دلی والے کچھ کہتے ہیں لیکن لکھنؤ والے اسے کچھ کہتے ہیں جس طرح ہمارے ہاں زبانوں میں

اختلاف ہے

اسی طرح عربوں میں بھی بعض اختلاف تھے بعض قبائل میم کی جگہ ب بولتے تھے۔ جیسے مکہ کو بکہ کہہ دیتے تھے۔ جب کسی کو زلزلہ در کام ہو تو وہ میم ادا نہیں کر سکتا۔ اگر وہ میری کہنے کا کوشش کرے تو بیری نکلے گا۔ اس زمانہ میں آبادیاں بہت دور دور ہوتی تھیں۔ اگر وہ جب مرتا تو وہ خیمے میں ہی پڑا رہتا جس کا نتیجہ ہوتا کہ بچے جب لفظ اس سے سنتے ویسا ہی کہنا شروع کر دیتے۔ ان کو اصل زبان کا علم کیسے ہو سکتا تھا جس طرح ان کے ماں باپ نے ان کے سامنے کوئی لفظ بولا اسی طرح انہوں نے بولنا شروع کر دیا۔ اور وہ اس جگہ کی زبان بن گئی۔ ہم نے کئی دفعہ سنا ہے۔ چھوٹے بچے بیری کو بیل کہتے ہیں۔ غرض زبان کے توتلے ہونے یا کسی اور نقص کی وجہ سے جو لفظ باہر نکلے گا وہی اس علاقے کی زبان بن جائے گا۔ جیسے پنجابی میں کھڑا لو اور بھیڑ لو بن گیا لیکن آہستہ آہستہ جب تعلیم پھیل گئی اور زبان مکمل ہو گئی تو یہ اختلاف مٹ گیا پس یہ

قرأت کا اختلاف

اب نہیں جو قرآن کریم کے محفوظ ہونے کے متعلق کوئی شبہ پیدا کر سکے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اختلاف الفاظ کے اسباب پر ایک کتاب متن القرآن کے طور پر لکھی جائے جس میں بتایا جائے کہ اختلاف کے

کیا اسباب اور وجوہ ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ اس کی حفاظت میں شبہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹا لی ہے اور دوسری طرف چلے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے

عظیم الشان نعمت

کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کو اس کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ اگر کسی شخص کو اس کے کسی دوست کا کوئی خط آ جائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا۔ اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو۔ تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا۔ تب اسے یقین آئے گا کہ پڑھنے والے نے صحیح پڑھا ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غرباء قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور امراء اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جو شخص دنیاوی لحاظ سے کوئی علم رکھتا ہے یا امیر ہے تو اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کے مواقع میسّر آ سکتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگ جو کہ تعلیم یافتہ ہیں مثلاً ڈاکٹر ہیں بیرسٹر ہیں۔ انجینئر ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مجرم ہیں۔ کیونکہ وہ اگر قرآن مجید پڑھنا چاہتے تو بہت آسانی سے اور بہت جلدی پڑھ سکتے تھے۔ پس ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہیں۔ دوسرے لوگوں کے متعلق تو یہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا۔ لیکن ان لوگوں کے دماغ تو روشن تھے اور ۔۔۔ کہ ۔۔۔ جیسا کہ تھا تبھی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھ لئے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں دنیوی علوم کے لئے تو وقت اور حافظہ مل گیا۔ لیکن میرے کلام کو سمجھنے کے لئے نہ تمہارے پاس وقت تھا اور نہ ہی تمہارے پاس حافظہ تھا۔ ایک غریب آدمی کو تو دن میں دس بارہ گھنٹے اپنے پیٹ کے لئے بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ قرآن پڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایک امیر آدمی یا ایک ڈاکٹر جن کو چند گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے ان کے لئے قرآن کریم پڑھنا کیا مشکل ہے یہ سب سستی اور غفلت کی علامت ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کے لئے رستہ آسان کر دیتا ہے۔ دوسری دنیا تو پہلے ہی دنیا کمانے میں منہمک ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اگر ہماری جماعت بھی اسی طرح کرے۔ تو کتنے افسوس کی بات ہو گی حقیقت یہ ہے کہ دنیا علم و ہنر اور دوسری ایجادوں میں تو ترقی کرتی جا رہی ہے لیکن چونکہ قرآن کریم سے دور جا رہی ہے۔ اس لئے دنیا میں ہی تباہی اور بربادی لا رہی ہیں۔ جب تک لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں بنائیں گے۔ اس وقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے۔ یہی دنیا کا مداوا ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہیئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو اور یہ قرآن کریم کی تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے۔ تاکہ دنیا اس امن کے سایہ تلے آ کر امن حاصل کرے۔

(الفضل مورخہ ۲۰-۶-۶۵)

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

یہ تقرر مورخہ ۳۰-۴-۶۸ تک کیلئے منظور کیا جاتا ہے (ناظر اعلیٰ قادیان)

(۱) جماعت احمدیہ یادگیر میسور سٹیٹ

سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ ۔ مکرم نعمت اللہ صاحب غوری

رر تعلیم و تربیت ۔ مولوی نذیر احمد صاحب بھدوڑی

رر ضیافت ۔ مکرم رحمت اللہ صاحب غوری

رر مال رر بشیر الدین احمد صاحب

رر امور عامہ و خارجہ ۔ مکرم محمد ادریس صاحب

رر تحریک جدید و وقف جدید } محمد عبد الصمد صاحب

اڈیٹر مکرم محمد عثمان صاحب پرنسپل

امین رر محمد خواجہ صاحب غوری

(۲) جماعت احمدیہ تیماپور ۔ آندھرا

صدر ۔ مکرم قریشی محمد عبد الرحمٰن صاحب

نائب صدر ۔ رر محمد نذیر احمد صاحب

سیکرٹری مال ۔ رر مبارک احمد صاحب دکھنی

رر دعوت و تبلیغ ۔ رر محمد عبد العزیز صاحب استاد

رر تعلیم و تربیت ۔ رر عطاء الرحمٰن صاحب

(۳) جماعت مظفرپور بہار

صدر ۔ مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب

سیکرٹری مال ۔ رر رر داؤد احمد صاحب

(۴) جماعت احمدیہ ۔ دیودرگ ۔ آندھرا

صدر ۔ مکرم عبد الکریم صاحب نور (مشروط منظوری)

سیکرٹری مال ۔ مکرم عبد الغنی صاحب (مشروط منظوری)

(۵) جماعت احمدیہ ۔۔۔ (آندھرا)

صدر ۔ مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ

جنرل سیکرٹری ۔ مکرم محی الدین صاحب غوری

سیکرٹری مال ۔ مکرم منور احمد صاحب غوری

(۶) جماعت احمدیہ ۔ ملگام میسور سٹیٹ

صدر ۔ مکرم عبد الغنی صاحب

سیکرٹری مال ۔ مکرم عبد اللطیف صاحب

(۷) بھدرواہ ۔ جموں

صدر و امین } مکرم ماسٹر عبد الرزاق صاحب

سیکرٹری مال و امور عامہ } مکرم منشی عبد الرحمٰن صاحب ملک

سیکرٹری دعوت و تبلیغ ۔ مکرم منشی محمد عبد اللہ صاحب ملانشی

نائب صدر و تعلیم و تربیت } مکرم منشی عبد الغفار صاحب گنائی پٹواری

سیکرٹری ضیافت ۔ مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب

اڈیٹر ۔ مکرم منشی عبد الرحمٰن صاحب پٹواری

تاریخ وفات

گذشتہ دنوں مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان کی والدہ محترمہ قادیان میں رحلت فرما گئیں تھیں۔ قادیان کے پرانے باشندہ ہونے کے سبب اور مکرم قریشی صاحب سے حضرت قاضی اکمل صاحب نے بذریعہ مکتوب اظہار تعزیت فرماتے ہوئے مرحومہ کی تاریخ وفات بھی درج فرمائی۔ حضرت موصوف سے تعزیتی تعزیرات کے ساتھ تاریخ وفات کا فقرہ بھی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

"آپ کی والدہ صاحبہ کی وفات کا بہت افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ماں کی محبت مجھے اب تک نہیں بھولی بلکہ اب ننکسہ فی الخلق کے وقت زیادہ یاد آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ ان کی تاریخ وفات القائی ہے جو بلا فکر حوالہ قلم ہوئی:۔

"خدیجہ بی بی بہشتی ہوئی"

۸۵ ۵ ۱۲ ۔ اکمل

مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی مساعی کا جائزہ

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ربوہ کا کامیاب دورہ نائیجیریا

افریقن احمدیوں کی طرف سے اسلام اور احمدیت کیساتھ والہانہ اخلاص و محبت کا اظہار

مغربی افریقہ میں محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے آج تقریباً پچاس سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچا تھا۔ سب سے پہلے نائیجیریا میں ۱۹۱۵ء میں بعض احباب خط کے ذریعہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اس کے ۵-۶ سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ کو مغربی افریقہ میں بطور مبلغ کے متعین فرمایا۔ حضرت نیر صاحب مرحوم ۱۹۲۱ء میں سیرالیون اور غانا سے ہوتے ہوئے نائیجیریا پہنچے اور وہاں باقاعدہ مشن کا قیام فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے نظیر کامیابی عطا فرمائی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ جماعت میں داخل ہو گئے۔ محترم نیر صاحب مرحوم نے جس یقین کے ساتھ کام شروع کیا۔ اسے اللہ تعالےٰ نے نوازا اور امید سے بڑھ کر کامیابی عطا فرمائی۔ آپ کے یقین کی جھلک آپ کے ایک خط سے ملتی ہے جو الفضل ۲۷ر جنوری ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"میرے سامنے بہت بڑا کام ہے اور میں ضعیف اور چھوٹا سا آدمی ہوں...... اس قدر دشمنوں کے مقابلہ میں جہاں تک اسباب کا تعلق ہے۔ لکڑی کی تلوار کے ساتھ جاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مسیح موعودؑ کی غلامی کے باعث اس سے دشمن کا سر کاٹ کر سکوں گا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ فتح ہماری ہے۔"

اور اس میں کیا شک ہے کہ اس وقت سے لے کر آج تک مغربی افریقہ میں جو کامیابی احمدیہ جماعت کو حاصل ہوئی ہے۔ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ "فتح ہماری ہے"۔

اس فتح کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے اور ترقی کی رفتار کو پہلے سے تیز کرنے کا منصوبہ بنانے کے لئے ایک عرصہ سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر (وکیل اعلیٰ) کی خواہش تھی کہ ان ممالک کا دورہ کریں۔ اور وہاں کام کرنے والے مبلغین اور مقامی احباب سے مل کر ایسی سکیمیں تیار کی جائیں۔ جن سے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا جا سکے اور احمدیت کے پیغام کو سرعت کے ساتھ نفوذ کا موقعہ ملے۔

چنانچہ ۲۲ر اپریل ۱۹۶۵ء کو محترم صاحبزادہ صاحب مغربی افریقہ کے دورہ کے لئے ربوہ سے روانہ ہوئے۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ کے جملہ کارکنان نے اعانت دفاتر تحریک جدید میں دعاؤں کے ساتھ آپ کو الوداع کیا۔

محترم صاحبزادہ صاحب ربوہ سے یورپ اور یوریشیا سے ۲۷ر اپریل کو لیگوس (نائیجیریا) پہنچے۔ اگرچہ جہاز خراب ہو جانے کی وجہ سے آپ کو (اور محترم میر مسعود احمد صاحب رجو یورپ سے بطور سیکرٹری آپ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے) رات کے آٹھ بجے کی بجائے گیارہ بجے لیگوس کے اڈے پر اترنا پڑا۔ لیکن جماعت کے افراد بہت بڑی تعداد میں وہاں موجود تھے نائیجیریا کی جماعت کے صدر صاحب مسٹر ایس رو بکری اور چیف مجسٹریٹ عبدالرحیم بکری ہوائی جہاز کے قریب ہی موجود تھے احباب جماعت نے اھلاً و سھلاً و مرحباً کے نعرے لگائے اور اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعروں سے فضا میں ایک دلکش ارتعاش پیدا کر دیا۔ مکرم صاحبزادہ صاحب کو V.I.P. Lounge میں لے جایا گیا۔ اور ہوائی اڈے کے منتظمین نے امیگریشن اور کسٹم کے ضروری امور خود ہی طے کرا دیئے۔ اور اس طرح بغیر کسی کوفت کے مکرم صاحبزادہ صاحب نے باہر آ کر جماعت کے دوستوں سے ملاقات کی۔ گو وقت بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ لیکن مکرم مولوی نسیم الدین صاحب مبلغ انچارج نے معزز دوستوں کا تعارف بھی کرایا۔

رہائش کا انتظام فیڈرل پیلس ہوٹل میں تھا۔ رات کے ایک بجے ہوٹل میں پہنچے دوسرے روز علی الصبح تعلیم الاسلام احمدیہ سکول کے بچے وردیوں میں ملبوس ہوٹل کے سامنے آ گئے اور مکرم صاحبزادہ صاحب کو نہایت پر خلوص طریق سے سلامی دی۔ ان بچوں نے مکرم صاحبزادہ صاحب کو خوش آمدید کہنے کے لئے اپنی مادری زبان (یوروبا) میں نہایت جوش سے گیت گائے۔ اس نظارے سے مکرم میاں صاحب بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے جواباً بچوں کو نہایت قیمتی نصائح فرمائیں۔ ان کو اس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ ہر بیدار مغز قوم کی نظریں اپنے بچوں کی طرف ہوتی ہیں۔ کیونکہ بچے ہی کل کو قوم ہوتے ہیں۔ اور تمام تر امیدیں انہیں سے وابستہ ہوتی ہیں۔ مکرم میاں صاحب نے فرمایا کہ بچوں کو دینی تعلیم کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور ہمیشہ اس خیال کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ ان کی تعلیم ملک و قوم کے فائدے کا باعث بنے۔ مکرم میاں صاحب نے روحانی اقدار کی طرف بھی بچوں کو توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ جب تک روحانی اقدار کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور ان کو اپنا معیار قرار نہ دیں ہماری کوششوں کا صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

واضح رہے کہ نائیجیریا (بلکہ سارے مغربی افریقہ میں) احمدیہ جماعت کے قیام سے قبل ایک لمبے عرصہ تک مسلمان بچوں کو عیسائی سکولوں کے ذریعہ عیسائی بنایا جا رہا تھا۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا وہاں ایک بھی سکول نہ تھا۔ اور مسلمان بچوں کو مجبوراً عیسائی سکولوں میں ہی داخلہ لینا پڑتا تھا۔ لیکن احمدیہ جماعت نے مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں تبلیغ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینی شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلا سکول جو کسی مسلمانوں کی انجمن نے جاری کیا۔ وہ احمدیہ جماعت ہی کا تعلیم الاسلام سکول تھا۔ جو حضرت نیر صاحب مرحوم کی ہدایات اور کوششوں کے نتیجہ میں لیگوس کی احمدیہ جماعت نے جاری کیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی دوسری انجمنوں کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور اب خدا کے فضل سے نائیجیریا میں مسلمانوں کے سینکڑوں سکول نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں۔

تعلیم الاسلام احمدیہ سکول کے بچوں کی طرف سے دی گئی سلامی کے بعد پریس کے نمائندوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق مختلف سوالات کئے۔ اس کے علاوہ بعض سیاسی امور کے متعلق بھی سوالات پوچھے۔ مکرم میاں صاحب نے مذہبی امور سے تعلق رکھنے والے تمام سوالات کے جواب نہایت وضاحت سے دیئے۔ لیکن سیاسی سوالات کے متعلق فرمایا کہ چونکہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ اس لئے ان سوالات کے جواب دینے کے لئے مجھے مکلف نہ کیا جائے۔

پریس انٹرویو کے بعد نائیجیریا میں براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے نمائندے سے ایک انٹرویو اور ایک تقریر (Talk) ریکارڈ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ نائیجیریا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے اسلامی پروگراموں میں نائیجیریا کی احمدی جماعت نے شروع ہی سے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک عرصہ سے تلاوت قرآن کریم اور تقاریر کے علاوہ احمدیہ مسجد سے جمعہ کے خطبے بھی براڈ کاسٹ ہو رہے ہیں۔ اور فقہی سوال و جواب کا سلسلہ جسے اسلامک پوائنٹ آف ویو کا نام دیا جاتا ہے تو ایک عرصہ سے احمدی مبلغین ہی نے جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ مکرم میاں صاحب کی آمد پر نائیجیرین براڈ کاسٹنگ کارپوریشن نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا اس سلسلہ میں الحاج مصطفےٰ ایکموڈے Alhaj Mustafa Ekmode جو اسلامی پروگرام کے آرگنائزر ہیں خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

ریڈیو ریکارڈنگ کے بعد ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے احمدیہ جماعت کے نمائندوں سے آپ نے ملاقات فرمائی۔ اس کے بعد مجلس عاملہ اور دیگر عہدیداران کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مجلس عاملہ کے اراکین نے نائیجیریا میں سیکنڈری سکول کھولنے۔ مزید ڈسپنسریاں کھولنے اور مرکز سے ڈاکٹر بھیجنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے جلد از جلد انگریزی ترجمے شائع کرنے پر زور دیا۔ مجلس عاملہ نے نائیجیرین طلباء کو مرکز احمدیت میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے بھیجنے کے پروگرام کو بھی مکرم میاں صاحب کے سامنے رکھا۔ اور درخواست کی کہ اس سلسلہ میں مرکز کی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

اس روز رات کے نو بجے بذریعہ ہوائی جہاز کانو (شمالی علاقہ) جانے کا پروگرام تھا۔ لیکن جہاز میں خرابی پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ روانہ نہ ہو سکا۔ چونکہ اگلے جمعہ کا پروگرام لیگوس ہی میں مقرر تھا اس لئے کانو جانے کا خیال ترک کرنا پڑا۔ اگلے روز دوپہر کا کھانا کھا کر مکرم میاں صاحب مع مبلغ انچارج صاحب اور مکرم محمد بشیر صاحب شاد مبلغ انچارج مغربی نائیجیریا اباداں کے لئے روانہ ہو گئے۔

اباداں مغربی نائیجیریا کا دارالحکومت ہے اور ملک کا تقریباً سب سے بڑا تعلیمی مرکز ہے۔ نائیجیریا کی سب سے پرانی یونیورسٹی بھی یہیں ہے۔ آبادی وسعت کے لحاظ سے سارے افریقہ میں یہ شہر دوسرے درجہ پر ہے۔ اباداں میں اگرچہ جماعت کئی سالوں سے

قائم ہے لیکن مکرم شاد صاحب کی وہاں تقرری کے بعد سے جماعت پہلے بہت زیادہ با اثر ہوگئی ہے اور بعض قریب کے علاقوں میں سینکڑوں افراد نے حال ہی میں احمدیت قبول کی ہے۔ مکرم میاں صاحب کے دورے کے بہت اچھے انتظامات کر رکھے تھے۔ ایک کثیر تعداد کو مکرم میاں صاحب سے ملاقات کا موقعہ ملا اور مکرم میاں صاحب نے بھی موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت مفید نصائح فرمائیں۔ احمدیہ مسجد جو کچھ عرصہ قبل شروع ہوئی تھی اس کے ایک کونے پر مکرم میاں صاحب نے دعاؤں کے ساتھ پتھر رکھا۔ مسجد سے واپسی پر مشن ہاؤس میں جماعت نے ایڈریس پیش کیا۔ مکرم میاں صاحب نے ایڈریس کا مناسب جواب دینے کے علاوہ مسجد کی تعمیر کے لئے ایک سو پونڈ چندہ بھی عطا فرمایا۔ مکرم میاں صاحب کے اس عطیہ کے اعلان پر احباب جماعت نے خوشی سے نعرے لگائے اور نہایت محبت کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس تقریب کے بعد یہ قافلہ ابادان یونیورسٹی سے ہوتا ہوا اور چند منٹوں کے لئے مکرم خلیل محمود صاحب (جو افریقن ادب و یونیورسٹی میں اسسٹنٹ لائبریرین ہیں) کی قیامگاہ پر ٹھہرنے کے بعد واپس لیگوس کے لئے روانہ ہوا۔ شہر سے کافی دور تک احمدی دوستوں نے قافلہ کی معیت کی اور دعاؤں کے ساتھ مکرم میاں صاحب کو رخصت کیا۔ ابادان میں داخلہ کے وقت بھی متعدد دوست استقبال کے لئے شہر سے کافی دور تک تشریف لائے ہوئے تھے۔ اگلے روز نماز جمعہ سے قبل متعدد دوست انفرادی طور پر ملاقات کے لئے ہوٹل میں تشریف لاتے رہے اور مختلف موضوعوں پر گفتگو کرتے رہے۔ جمعہ کا خطبہ مکرم پیر مسعود احمد صاحب نے دیا۔ اور جمعہ کے بعد مکرم میاں صاحب نے مشن ہاؤس میں تشریف لا کر مشن کا معائنہ فرمایا۔ جماعت کے صدر مسٹر الیو ادیگبی اور سیکرٹری جنرل مسٹر اوٹولے (MR. OTULE) نے مشن کے طریق کار سے مکرم میاں صاحب کو آگاہ کیا۔ مسٹر اوٹولے نے مشن کے کام کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ یہ صاحب ایک عرصہ سے اچھی خاصی ملازمت ترک کر کے اپنی تنخواہ سے تقریباً تیسرا حصہ الاؤنس لے کر نہایت تندہی سے مشن کا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام میں برکت دے اور ان کی قربانیوں کو قبولیت سے نوازے آمین۔ مکرم میاں صاحب نے مشن کے طریق کار کے متعلق متعدد مفید ہدایات دیں جن سے امید ہے کہ انشاء اللہ مشن کا کام پہلے سے بہت زیادہ بہتر طریق پر کیا جا سکے گا۔

اسی روز شام کے وقت چیف مجسٹریٹ عبدالرحیم بجری صاحب کے عصرانہ کا انتظام تھا۔ اس تقریب پر انہوں نے حکومت کے متعدد افسروں اور دیگر مسلمان زعماء کو مدعو کیا ہوا تھا۔ پاکستانی سفارت خانہ کے کونسلر مکرم عبدالرؤف خان صاحب بھی اس عصرانہ میں شریک تھے۔ اس عصرانہ پر مکرم میاں صاحب کو لیگوس کے چیدہ چیدہ اصحاب سے ملاقات کا موقعہ ملا اور آپ نے گفتگو کے دوران جماعت کے نظام اور مشنوں کے بڑھتے ہوئے کام سے احباب کو آگاہ کیا۔ تقریب نہایت پُر وقار تھی اور اس میں شریک ہونے والوں نے مکرم میاں صاحب کی باتوں کو نہایت غور سے سنا اور نہایت نیک اثر لیا۔

یکم مئی بروز جمعہ لیگوس کے مقامی حاکم جسے یوروبا زبان میں OBA کہتے ہیں اور جس کا ترجمہ "بادشاہ" ہے سے ان کے محل میں ملاقات ہوئی۔ OBA OYEKAN حال ہی میں OBA بنے ہیں۔ پڑھے لکھے ہیں اور جماعت سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے مکرم میاں صاحب کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور دوران گفتگو احمدیہ جماعت کی خدمات کو سراہا اور مبلغین سے اپنی واقفیت بلکہ دوستی کا نہایت محبت سے ذکر کیا۔ جب مکرم میاں صاحب ملاقات کے بعد محل سے باہر تشریف لانے لگے تو OBA نے اصرار کیا کہ وہ خود ان کو موٹر تک چھوڑنے جائیں گے۔

محترم میاں صاحب نے احمدیہ ڈسپنسری بھی دیکھی۔ آپ نے اس تاثر کا اظہار فرمایا کہ مکرم کرنل محمد یوسف صاحب نہایت جانفشانی سے کام کر رہے ہیں اور ڈسپنسری بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب بھی مکرم میاں صاحب کا [illegible] نہ جا سکنے کی وجہ سے لیگوس ہی تشریف لے آئے تھے۔ انہوں نے اپنی ڈسپنسری کے متعلق بعض ضروری باتوں سے مکرم میاں صاحب کو آگاہ کیا۔

اس سے اگلے روز جماعت نے لیگوس کے سب سے بڑے ہال (گلوور میموریل ہال) میں پبلک جلسہ کر کے مکرم میاں صاحب کو ایڈریس پیش کئے۔ ایک ایڈریس جماعت کی طرف سے تھا اور ایک خدام الاحمدیہ کی طرف سے۔ اس جلسہ کی صدارت لیگوس سٹی کونسل کے چیئرمین الحاج اے ایف ماشا نے کی۔ ماشا صاحب نہ صرف سٹی کونسل کے چیئرمین ہیں بلکہ اسلامی حلقوں میں ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے معروف ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی کوششوں میں مکرم ماشا صاحب کا بہت بڑا دخل ہے۔ ہماری جماعت سے ان کے بہت ہی اچھے تعلقات ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ہر جگہ اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ احمدیہ جماعت نے نائیجیریا کے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ چنانچہ اپنے صدارتی خطبہ میں ماشا صاحب نے احمدیہ جماعت کی دل کھول کر تعریف کی۔ آپ نے اس تقریب کے دوران جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کیا۔ نہایت ادب سے حضور کو مسیح موعود ہی کہہ کر پکارا۔ جماعت نے اور خدام الاحمدیہ نے اپنے اپنے سپاسناموں میں جماعت کی ترقی کا ذکر کیا اور پاکستانی مبلغین کی بے لوث خدمات کو سراہا اور مکرم میاں صاحب کو اس بات کا یقین دلایا کہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر جماعت کی ترقی کے لئے کوشش کریں گے۔ مکرم میاں صاحب نے جوابی تقریر میں جماعت کے نظام تبلیغ کو وضاحت سے بیان فرمایا اور مبلغین کی کوششوں اور قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ تبلیغ اسلام ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو اس فریضہ کی ادائیگی میں کوشاں ہو جانا چاہیئے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم ہر رنگ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں باقی تمام مسلمانوں کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں اور اس بات کی دلی خواہش رکھتے ہیں کہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہم سب مل کر کام کریں۔ مکرم میاں صاحب کی اس تقریر کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔

چیف مجسٹریٹ عبدالرحیم بجری صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور مکرم کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور اس طرح یہ استقبالیہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اس جلسہ کی یاد ایک لمبے عرصہ تک لوگوں کے دلوں سے محو نہ ہو سکے گی۔

اسی روز مکرم عبدالمجید صاحب کٹی پرنسپل مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج نے عصرانہ دیا۔ جس میں وزارت تعلیم کے متعدد افسر۔ مختلف کالجوں کے پرنسپل اور سٹاف اور بعض دیگر علماء نے شرکت کی۔ عصرانہ کے دوران وزارت تعلیم کے افسروں اور دیگر احباب سے احمدیہ جماعت کی تعلیمی کوششوں کا تذکرہ رہا۔ سب اس بات سے متاثر تھے کہ مغربی افریقہ میں صحیح معنوں میں مسلمانوں میں تعلیم کا رواج دینے کے لئے احمدیہ جماعت نے سب سے زیادہ رہنمائی کی ہے۔ عصرانہ کے بعد پرنسپل صاحب نے مکرم میاں صاحب کو کالج دکھایا اور سٹاف روم میں دعا بھی کروائی۔

اس کے بعد مکرم میاں صاحب نے میڈیکل مشنز کا اجلاس طلب کیا۔ مکرم کرنل صاحب کے مکان پر دونوں ڈاکٹر صاحبان نے اپنی اپنی کارگزاری پیش کی اور اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے مزید ترقی کیلئے تجاویز رکھیں۔ مکرم میاں صاحب نے ڈسپنسریوں کے کام سے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ بعض قابل عمل تجاویز پر فوری طور پر فیصلہ کر لیا جائے گا تاکہ کام کو وسعت دی جا سکے۔ اس اجلاس کے بعد نائیجیریا میں متعین مبلغین کا اجلاس ہوا جس میں نائیجیریا کے مختلف علاقوں میں کام کی رفتار کا جائزہ لیا گیا۔ اور مکرم میاں صاحب نے بعض مفید نصائح فرمائیں اور بعض ضروری ہدایات سے نوازا۔

سوموار کے روز صبح کے وقت غانا کے لئے روانہ ہونا تھا لیکن روانگی سے قبل نائیجیرین براڈکاسٹنگ کے نمائندے پھر آ گئے۔ اور انہوں نے سوال جواب کی صورت میں نیوز ریل کے لئے انٹرویو ریکارڈ کیا۔

اس ریکارڈنگ کے بعد جماعت کے کثیر التعداد دوستوں نے دعاؤں کے ساتھ مکرم میاں صاحب اور آپ کے سیکرٹری صاحب کو غانا کے سفر کے لئے الوداع کہا۔

دوستوں کے چہروں پر خوشی اور افسوس کے ملے جلے جذبات تھے۔ خوشی اس بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ایک نہایت اہم فرد نے اپنی موجودگی سے کئی دنوں تک ان کو نوازے رکھا اور اس طرح ان کی برکت کا باعث بنے۔ اور افسوس اس بات کا کہ دورے کا یہ وقت بہت قلیل تھا۔ بہر حال ہر شخص جذبات تشکر سے معمور تھا اور ہر شخص کے دل سے مکرم میاں صاحب کے لئے دعائیہ کلمات نکل رہے تھے۔ اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد اور حضرت امیر المومنین زندہ باد کے نعروں کے درمیان مکرم میاں صاحب غانا کے لئے رخصت ہوئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور شاعری

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد دکن

قصبہ نلمبور میں اوائل اپریل ۶۵ء کو منعقدہ جماعتہائے احمدیہ کیرلہ کی سالانہ صوبائی کانفرنس کی کامیابی کے بعد اس علاقہ میں احمدیت کے لئے نہایت ہی سازگار فضاء پیدا ہو گئی ہے لیکن یہ بات مخالف علماء کو پسند نہیں آئی۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے خلاف مورخہ ۵-۶ اور ۷ مئی کو ایک سہ روزہ جلسہ منعقد کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف الزام تراشیاں اور کذب بیانیاں شروع کر دیں۔ اور ان جلسوں میں کی گئی ہر تقریر گالیوں اور بد زبانیوں سے بھرپور رہتی۔ ہر اس مولوی نے جو حفاظت اسلام اور احترام رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا دم بھرتا ہے اپنی تقریر میں گندہ دہنی اور بد اخلاقی کا بدترین مظاہرہ کیا! اس طرح سنجیدہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں ان کی ملمعیت اور قابلیت کی حقیقت کھل گئی!

بعض حقیقت پسند دل اور سعید روحوں کے اصرار پر اسی جگہ جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۲-۱۳- اور ۱۴ر مئی کو جوابی جلسہ کا پروگرام بنایا گیا۔ اشتہاروں کے ذریعہ تمام شہر و گرد و نواح میں اس کی اطلاع دی گئی۔ چنانچہ اس پروگرام کے مطابق محترم مولوی محمد ابو الوفا صاحب مبلغ سلسلہ مقیم کالیکٹ، مکرم مولوی علی کٹی صاحب معلم وقف جدید کے ہمراہ خاکسار بھی قصبہ نلمبور پہنچا۔ جلسہ کا وقت رات کے ۸½ بجے سے ۱۲½ بجے تک مقرر کیا گیا۔ پہلے دونوں دن مولوی محمد ابو الوفا صاحب اور خاکسار نے اور تیسرے دن مولوی صاحب موصوف اور مولوی علی کٹی صاحب نے مخالفین کے اعتراضات کا تہذیب و شائستگی کے دائرہ میں رہتے ہوئے مدلل جواب دیا۔ ہمارے تینوں دن کے جلسوں میں سامعین بہت کثرت سے موجود تھے۔ اور پوری تقریریں نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنتے رہے۔ باوجود اس کے کہ اس بستی میں ہماری کوئی جماعت نہیں تاہم بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں دن کے جلسے نہایت ہی کامیابی سے اختتام پذیر ہوئے اور مخالف مولویوں نے احمدیت اور جماعت کے خلاف جس طور پر فضاء کو مکدر کیا تھا۔ بالکل صاف ہو گئی! بلکہ پہلے سے زیادہ احمدیت سے دلچسپی رکھنے اور اس کا مطالعہ کرنے والے پیدا ہو گئے! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق دے آمین۔

مخالفانہ جلسہ میں "نبوت اور شاعری" کے عنوان پر ایک تقریر ہوئی تھی جس میں مقرر نے قرآن کریم کی دو مختلف سورتوں میں سے دو آیتوں کو ان کے سیاق و سباق سے الگ کر کے گمراہ کن مطلب نکالنے کی کوشش کی۔

چنانچہ مقرر نے سورۃ یٰسین کی ایک آیت کا ابتدائی حصہ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (یعنی ہم نے حضرت نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی آپ کے لئے یہ مناسب تھا) اور سورۃ الشعراء کی ایک آیت وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (شعراء کی اتباع کرنے والے گمراہ ہوتے ہیں) ان دو آیتوں کو جوڑ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نبیوں کے لئے شاعر ہونا مناسب نہیں ہے۔ حضرت مرزا صاحب ایک شاعر ہیں۔ انہوں نے فارسی اردو اور عربی زبانوں میں اشعار کہے تھے اور ایسے شاعر کی پیروی کرنے کے نتیجہ میں تمام احمدی غاوین یعنی گمراہ ہو چکے ہیں۔

اس موضوع پر مقرر کے گمراہ کن دلائل کا جواب قرآن کریم احادیث، تفاسیر اور لغات کی روشنی میں خاکسار نے دیا جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

قرآن کریم کی دو سورتوں سے دو آیات کو ان کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کرنا اسلام کے مخالفین و معاندین کا طریق ہے چنانچہ آریوں اور عیسائیوں نے اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر اسی نہج پر اعتراضات کئے ہیں۔ اور یہی طریقہ کار احمدیت کے مخالفین و معاندین نے بھی اختیار کیا ہے۔ چنانچہ مقرر نے بھی اسی طریق پر قدم مارتے ہوئے غلط نتیجہ نکالنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ اور اپنی لن ترانیوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کی ہے

شعراء کی تعریف قرآن کریم میں

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں شعراء کی تعریف یوں لکھی ہے کہ

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ۔ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔

یعنی شعراء ہمیشہ تخیلات کی وادیوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور ان کے افعال اور اقوال میں کوئی مطابقت نہیں ہوتی۔

اس آیت کریمہ میں بڑے ہی جامع رنگ میں خدا تعالیٰ نے شعراء کے کردار کو پیش کیا ہے کہ وہ ہمیشہ خیالی گھوڑے دوڑانے والے اور ہوائی قلعے تعمیر کرنے والے ہوتے ہیں ان کی زندگی حقائق سے کوسوں دور ہوتی ہے۔

شعر کی تعریف لغت سے

ایک مشہور عربی لغت مفردات راغب میں شعر کی تعریف یوں لکھی ہے کہ

الشِّعْرُ يُعَبَّرُ بِهِ عَنِ الْكَذِبِ

یعنی شعر کا لفظ جھوٹ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور اسی طرح الحاشیۃ الکبریٰ علیٰ شرح المطالع ص۲۶ میں لکھا ہے کہ قِيلَ أَحْسَنُ الشِّعْرِ أَكْذَبُهُ۔

یعنی بہترین شعر وہ ہے جس میں بہت زیادہ جھوٹ، ملمع سازی اور مبالغہ آمیزی ہو۔

شعر کی تعریف تفاسیر میں

مختلف تفسیروں میں شعر و شاعری پر بحث کی گئی ہے۔ وہ بھی اسی سے ملتی جلتی ہے۔ چنانچہ بطور مثال تفسیر تبصیر الرحمٰن میں شعر کی تعریف اس طرح کی گئی ہے

من المقدمات الخيالية والوهمية وانواع التشبيه وتمزيق الاعراض والقدح في الانساب والافتخار بالباطل ومدح من لا يستحقه وغير ذالك۔

یعنی شعر اس چیز کا نام ہے جس میں خیال و وہمی باتیں مختلف قسم کی تشبیہات دوسروں کی عزتوں پر حملے حسب و نسب پر بیجا فخر و تکبر غیر مستحق کی بے جا تعریف وغیرہ ذالک کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

غرضیکہ شعر کی تعریف سے صاف ظاہر ہے کہ حقیقی اشعار کذب بیانی اور مبالغہ آمیزی کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام سے قبل اور اس کے بعد کے بیشتر شعراء کے کلام مذکورہ تعریف کے مؤید ہیں بطور مثال متنبی کے اس شعر پر غور کیجئے جس میں خود اپنی ذات کی مدح کر کے لکھتا ہے کہ ؎

وَقَالُوا هَلْ يُبَلِّغُكَ الثُّرَيَّا
فَقُلْتُ نَعَمْ إِذَا شِئْتُ اسْتِفَالَا

یعنی میرے دوست و احباب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم ثریا ستارے تک پہنچ سکتے ہو؟ تو میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ ہاں جب کہ میں اپنے مقام سے نیچے اتر کر ثریا کی طرف آ جاؤں تو ثریا تک پہنچ سکتا ہوں۔ گویا کہ شاعر اپنے مقام کو ثریا سے بھی بہت ہی بلند و بالا بتاتا ہے۔

اسی طرح مالابار کے ایک مشہور شاعر مولوی پی۔ وی محمد صاحب نے اپنے مرحوم استاد کے مدح و مرثیہ میں اشعار کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے جو کہ مبالغہ سے بھرپور ہے جس کا ایک شعر یہ ہے کہ

خيامتك الرفيعة تشتريها
ملوك الارض بالتاج التليد

آپ کی بستی کی خاک کو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ موروثی تاج کے عوض خریدنے کے لئے تیار ہیں۔

اسی طرح اردو کے مشہور شاعر غالب لکھتے ہیں ؎

یک قدم وحشت سے درس دفتر امکاں کھلا
میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے شاعر اور قرآن کریم کے ایک شاعر کے قول ہونے (بقول شاعر) ہونے کی تردید اس لئے فرمائی تھی کہ یہ ثابت کیا جائے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول میں کسی قسم کی کذب بیانی یا مبالغہ آمیزی نہیں پائی جاتی۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ کوئی بھی نبی اپنے مشن کی تبلیغ و اشاعت میں غلط گوئی اور کذب بیانی سے کام نہیں لیتے بلکہ دنیا کے سامنے ہمیشہ حقائق و معارف ہی بیان فرماتے رہے ہیں۔

شعر سے مراد کلام موزوں

باقی یہ کہ حقائق پر مبنی کلام موزوں کہنے والے کو اصطلاحی شاعر کے نام سے پکارا جائے تو ایسا کہنے والے کی اپنی غلطی اور جہالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حدیثوں میں کئی جگہ رسول کریم صلعم سے موزوں کلام اور مقفّٰی عبارات مروی ہیں چنانچہ جنگ حنین کے موقعہ پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

اسی طرح ایک جنگ کے موقعہ پر اپنی ایک زخمی انگلی کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ؎

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ
وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتِ

نیز حضرت انس سے روایت ہے کہ

جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ

يحفرون الخندق حول المدينة
وَ لينقلون التراب على
متونهم وينشدون :-
نحن الذين بايعوا محمداً
على الاسلام ما بقينا ابدا ـ
والنبى يجيبهم ويقول :-
اللّٰهم انه لا خير الا خير الآخرة
فبارك فى الانصار والمهاجرة

یعنی جنگ احزاب کے موقع پر مہاجرین و انصار مدینہ کے گرد خندق کھود رہے تھے۔ اور اپنی پیٹھوں پر مٹی لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اُٹھائے جا رہے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ اشعار بھی کہتے جا رہے تھے۔ کہ

نحن الذين بايعوا محمدا
على الاسلام ما بقينا ابدا

یعنی ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلعم سے یہ بیعت کی ہے کہ جب تک ہم دنیا میں زندہ رہیں گے۔ اسلام پر بھی قائم رہیں گے۔

اس شعر کے جواب میں رسول کریم صلعم یوں فرماتے ہیں کہ

اللّٰهم انه لا خير الا خير الآخرة
فبارك فى الانصار والمهاجرة

یعنی آخرت کی نیکی ہی اصل نیکی ہے اس لئے اے میرے خدا! تو انصار اور مہاجرین پر اپنی برکت نازل فرما۔ (تفسیر جمل)

اب اگرچہ آپ نے اشعار کہے پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ اصطلاحی رنگ میں حضور کو شاعر نہیں کہا جا سکتا۔

کلام موزوں کی تعریف

کلام موزوں کے متعلق تفسیر جمل جزو ۳ اور صفحہ ۲۹۱ میں یوں لکھا ہے کہ

كل من قال قولاً موزوناً
لا يقصد به الى شعر فليس
بشاعر

یعنی جو شخص کلام موزوں کہتا ہے اور اس کا مقصد شعر گوئی اور غلط بیانی اور مبالغہ انگیزی نہ ہو تو وہ شاعر نہیں کہلاتا۔

علاوہ ازیں مطلق طور پر اشعار ناپسند نہیں بلکہ بعض روایات میں تو خاص اشعار کو بنظر استحسان دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ

عن ابى ابن كعب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من الشعر حكمة۔ یعنی بعض اشعار میں حکمت کی باتیں پائی جاتی ہیں۔

"عن ابن عباس قال جاء اعرابى الى النبى صلى الله عليه وسلم فجعل يتكلم بكلام فقال ان من البيان سحراً وان من الشعر لحكمة۔

یعنی ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور بعض موزوں کلام سنانے لگا اس وقت آپ نے فرمایا کہ بعض بیان میں سحر اور بعض شعر میں حکمت پائی جاتی ہے۔

نیز حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ الشعر كلام منه حسن ومنه قبيح فخذ الحسن ودع القبيح۔ یعنی شعر کلام کو کہتے ہیں۔ اور ان میں بعض اچھے اور بعض بُرے ہوتے ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ اچھے کلاموں کو اپناؤ اور بُروں کو ترک کر دو۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ وہ کلام موزوں جس میں علم و حکمت کی باتیں ہوں اور حقائق و معارف سے پُر ہوں کہنا جائز نہیں۔ البتہ غلط گوئی اور مبالغہ آمیزی کا استعمال ناجائز اور غیر ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ہمارے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواہ مخواہ شاعر ثابت کرنے کے بعد آپ کے متبعین کو گمراہ ٹھہرانے کے لئے اس آیت کو پیش کرتے ہیں کہ والشعراء يتبعهم الغاوٗن۔ یعنی شعراء کی پیروی کرنے والے گمراہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کے آگے شعراء کی تعریف خدا تعالیٰ نے یوں کی ہے کہ الم تر انهم فى كل واد يهيمون وانهم يقولون ما لا يفعلون۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ اس آیت کو اسی حد تک پڑھتے ہیں اس کے اگلے حصہ کو نہیں دیکھتے جس میں صاف طور پر ایک خاص قسم کے شعراء کا استثناء بھی ہے۔ فرمایا۔

الا الذين امنوا وعملوا الصّٰلحٰت
وذكروا الله كثيرا

یعنی شاعروں میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں خدا تعالیٰ کا کثرت ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کے شعراء مذکورہ بالا تعریف سے مستثنیٰ ہیں۔

چنانچہ مذکورہ آیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے مشہور تفسیر جمل جزو ۳ میں لکھا ہے کہ

استثنى الشعراء المسلمين
الذين كانوا يجيبون
شعراء الكفار ......
والصحابة منهم حسان
ابن ثابت وعبد الله بن
رواحة وكعب ابن زهير
فقال الا الذين امنوا و
عملوا الصّٰلحٰت وروى ان
كعب ابن مالك قال للنبى
صلى الله عليه وسلم قد
انزل فى الشعر۔ فقال النبى
صلى الله عليه وسلم ان
المؤمن يجاهد بسيفه
ولسانه۔

یعنی گراہ شعراء میں سے مسلمانوں کے وہ شعراء مستثنیٰ ہیں۔ جو کہ کفار کے شعراء کا جواب اشعار کے ذریعہ دیتے ہیں۔ ...... اس قسم کے شعراء میں حضرت حسان بن ثابت حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے صحابہ کرام شامل ہیں۔ حضرت کعب بن مالک نے آیۃ قرآنی الا الذين امنوا وعملوا الصّٰلحٰت کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ آیت شعراء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتے ہیں۔ (تفسیر جمل)

اس تفسیر سے صاف عیاں ہے کہ اسلام کی مدافعت میں اشعار کہنا جائز اور مستحسن ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب اس قسم کے شعراء تھے۔ نیز حضرت ابن عباس رضہ کے متعلق روایت ہے کہ كان ينشد الشعر فى المسجد ويستنشد له۔ یعنی آپ مسجد میں اشعار کہتے اور سنتے تھے۔ اسی طرح حضرت شعبی رضہ سے روایت ہے کہ كان ابو بكر يقول الشعر وكان عمر يقول الشعر وكان على اشعر من الثلاثة۔ یعنی حضرت ابو بکر رضہ حضرت عمر رضہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شعر کہا کرتے تھے۔ اور حضرت علی رضہ ان تینوں میں سے زیادہ شعر گو تھے۔ (تفسیر جمل تفسیر جلالین)

ہمارے مخالفوں نے یہ قضیہ قائم کیا ہے کہ شاعروں کی اتباع کرنے والے گمراہ ہوتے ہیں۔ اس صورت میں جبکہ رسول کریم صلعم کے صحابہ کرام میں سے بعض نامور حضرات شعر کہا کرتے تھے۔ ان صحابہ کے متبعین کے متعلق بھی یہ کہنا پڑے گا کہ وہ بھی گمراہ ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد موجود ہے کہ اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم یعنی میرے صحابہ میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے۔ تم ہدایت یافتہ بن جاؤ گے۔

مذکورہ بالا روایات اور تفاسیر کی روشنی میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کو جو کہ موزوں اور غیر موزوں کلاموں پر مشتمل ہیں پرکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقتہً آپ وہ شاعر نہیں جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے فى كل واد يهيمون ..... کے ذریعہ قرآن کریم میں فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تمام کلام عشق الٰہی اور محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھرپور ہے۔ اور آپ نے قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور محاسن کو اپنے کلام میں اس خوبی سے بیان فرمایا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے جہاں ایک طرف اپنے کلام میں اسلام کی مدافعت کی وہیں تقوےٰ و خشیت اللہ کی تلقین فرمائی۔ اور آپ کے ہر ہر مصرعہ میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء نظر آتی ہے۔

ایسی طبائع جن پر موزوں کلام اثر انداز ہوتا حضور نے اس نہج پر بھی فریضہ تبلیغ ادا کر کے ایسے لوگوں پر اتمام حجت فرمایا ہے۔ اس لئے حضور فرماتے ہیں ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

مختصراً یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام کہ آپ ایک شاعر ہیں بالکل غلط اور معاندانہ ہے۔ آپ نے صرف اسلام کی مدافعت اور رسول پاک صلعم کی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر اور عشق الٰہی و عشق رسول سے مخمور ہو کر بعض کلام عربی فارسی اور اردو میں تحریر فرمائے ہیں۔ اور یہ تمام کلام

الا الذين امنوا وعملوا
الصّٰلحٰت وذكروا الله كثيرا

کے مصداق ہیں۔

ماخوذ و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

قادیان میں قومی اتحاد و یکجہتی کا جلسہ

قادیان ۸ جولائی۔ کل رات محکمہ تعلقات عامہ گورداسپور کے زیر اہتمام اتحاد اور قومی یکجہتی کو تقویت دینے کے لئے جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جلسہ کی صدارت صدر صاحب میونسپل کمیٹی قادیان جناب مولوی عبد الرحمان فاضل نے کی۔ جلسہ میں اس اہم موضوع پر محترم مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل کے علاوہ سردار دریام سنگھ صاحب ڈی۔ پی۔ آر۔ او گورداسپور اور دوسرے دوستوں نے پرمغز تقاریر کیں۔

تقریری پروگرام سے قبل سرکار کی طرف سے بعض ترقیاتی فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ اور مرکزی حکومت کی طرف سے آئے ہوئے اندور کے مشہور قوالوں نے اتحاد و یکجہتی پر نظمیں سنائیں۔ حاضرین نے دلچسپی سے سارا پروگرام سنا۔ (نامہ نگار)

محترم مولانا محمد اسمٰعیل فاضل وکیل مرحوم کا ذکرِ خیر

از محترم سیٹھ علی محمد ایم۔اے الہ دین صاحب حیدر آباد دکن

محترم الحاج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل یادگیری کے انتقال سے حقیقتاً احمدیت کا ایک درخشاں ستارہ غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

برادرم محترم مولوی صاحب مرحوم کی وفات سے جماعت احمدیہ یادگیر کو ایک اور بڑا صدمہ اور نقصان پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

میں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تصور کرتا ہوں کہ اس نے عاجز کو محترم مولوی صاحب مرحوم کے انتقال سے کچھ تھوڑا عرصہ قبل آپ کی اوائل زندگی سے لے کر آپ کے انتقال تک کے جملہ واقعات جو آپ نے بزرگ تحریک پر بطور سوانح حیات تحریر کروا رہے تھے۔ ان کو قلم بند کرنے کی توفیق دی۔ اب میں انہی میں سے چند سطور قلم بند کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب مرحوم کو جہاں بلند اخلاق اور عالی مرتبہ عطا کیا۔ وہاں انہیں بہترین مصنف کی قابلیت سے بھی نوازا۔ چنانچہ آپ نے تصنیف کے میدان میں جہاں کئی مضامین الفضل و دیگر رسائل جات میں شائع کرائے وہاں بعض کتابیں بھی تصنیف فرمائی ان میں آپ کی تصنیف "حیات حسن" آپ کا شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک ان کی اور ان کے خسر حضرت محترم شیخ حسن صاحبؓ اور ان کے افراد خاندان کی یاد کو تازہ رکھے گا۔ انہیں اس سوانح حیات کی تصنیف میں کافی عرصہ تک منہمک رہنا پڑا۔ اور استقلال اور جانفشانی سے اس کتاب کو ایسے رنگ میں تحریر کر کے شائع فرمایا جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور بشاشت قلبی حاصل ہوتی ہے۔ آپ کلام پاک کی ہدایت کے پیش نظر "کونوا مع الصادقین" حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی اور حضرت والد محترم یعنی حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحبؓ سے ملاقات کے لئے اکثر آیا کرتے۔ چنانچہ آپ نے عاجز کو اس سلسلہ میں لکھوایا کہ

"ہمیشہ میرا دل حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحبؓ کی صحبت میں رہنے کو چاہتا تھا۔ اس غرض کے لئے میں نے سولہ سال مسلسل ان کی صحبت میں صرف کئے۔ اسی طرح حضرت عرفانی صاحبؓ کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوتے رہے"

آپ کا ہمارے خاندان پر بڑا احسان رہا کیونکہ حضرت محترمؓ کے انتقال کے بعد بھی جب تک آپ کی صحت اچھی رہی کئی دفعہ خصوصاً جمعہ میں تشریف لاتے اور ہمیں اپنی نیک صحبت سے مستفید ہونے کا موقعہ دیتے۔ الحمد للہ اپنی زاہدانہ زندگی اور والہانہ تبلیغی سرگرمیوں اور اخلاق فاضلہ سے جو آپ کی شخصیت میں ہو چکی تھی اور جس کے باعث آپ میں مقناطیسی کیفیت پیدا ہو گئی جو سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔

قادیان سے فارغ التحصیل ہونے اور خاندان نبوت کے افراد و بزرگان سلسلہ سے تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے کو علوم دینیہ سے لبریز کر دیا تھا۔ کیونکہ اسی وجہ سے انہیں اس امر کی توفیق ملی کہ وہ اسلام اور احمدیت کا درس، فقہ اسلامی کا درس تاریخ اسلامی کا درس وغیرہ دے کر سب کو روشناس کرتے مجھے یقین ہے کہ جن احباب کو ان کے ان درسوں میں شمولیت کی توفیق ملی۔ وہ مرحوم کی نیکی کو کبھی بھول نہ سکیں گے۔

آپ کو حضرت والد صاحب محترم رضؓ کی طرح تبلیغ کا اس قدر جنون تھا۔ کہ اسی کی خاطر موصوف نے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ مرحوم نے خود بیان کیا کہ لوگ جو عام طور پر مولویوں کی باتوں کو غور سے نہیں سنتے۔ اور وکیلوں کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں۔ اس طرح سے مجھے تبلیغ میں بہت مدد ملتی رہی۔ آپ نے اسی تعلق میں مجھے فرمایا کہ

"میری عادت تھی کہ جب کبھی میں ٹرین یا بس میں سفر پہ نکلتا تو ہمیشہ کتابیں اور لٹریچر ساتھ رکھتا۔ اور اکثر اوقات تبلیغ کا اچھا موقعہ ملتا!"

آپ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت تھی۔ اسی وجہ سے آپ حضور اقدس کی ہر تحریک پر بشاشت قلبی سے لبیک فرماتے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ

"میں نے تحریک جدید دور اول اور دوم میں مسلسل شرکت کی ۱۹۳۴ء سے موصی ہوں۔ اور حلف الفضول میں شرکت کی اور اسی کے مطابق خدمت بجا لانے کی توفیق پائی"

تبلیغی جہاد کے سلسلہ میں جنوبی ہند کے تبلیغی دورے بفضل خدا نمایاں طور پر کامیاب رہے۔ خاکسار کو بھی ایک دفعہ جنوبی ہند کے دورہ میں شرکت کرنے کا موقعہ ملا جس کی وجہ سے جہاں عاجز کی معلومات میں اضافہ ہوا۔ وہاں اس تبلیغی سلسلہ اور مولوی صاحب مرحوم کی صحبت سے کامل مستفید ہونے کی توفیق ملی۔

ہر جماعت میں قاضی کا عہدہ نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ خدا کے فضل سے محترم مولوی صاحب مرحوم ایک عرصہ تک جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کے قاضی کے فرائض کو بحسن سرانجام دیتے رہے کئی احباب آپ کی معاملہ فہمی اور منصفانہ قابلیت سے مستفید ہوتے رہے۔

آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت مختلف جہت سے فرماتے رہے۔ اس میں سے ایک عرصہ تک آپ نے بحیثیت سیکرٹری مال۔ وصولی چندہ جات کا کام اور آنریری انسپکٹر مال جنوبی ہند دکن کے کام کو بھی بہترین طور سے سرانجام دیا۔ الحمد للہ۔ حیدر آباد میں پولیس ایکشن کے موقعہ پر جہاں ہر جگہ حیدر آباد میں مسلمانوں کی حالت خطرہ میں تھی وہاں یادگیر کی جماعت احمدیہ پر بھی ایک نہایت نازک وقت آیا۔ اس ہنگامی حالات میں انہیں احباب جماعت یادگیر کے مسلمانوں کی بھی خدمت بجا لانے کا موقعہ ملا۔ اس تعلق میں آپ نے فرمایا کہ

"میرا یہ خیال ہے کہ ویسے تو بیسیوں مرتبہ زبان پر الفاظ جاری ہوئے جو الہام کا رنگ رکھتے ہیں مگر ایک رات جبکہ یادگیر میں ہم سب کے قتل کے فیصلے کر کے اور کفن جامہ پہنانے کے منصوبے ہو چکے تھے تو اس رات میں سو رہا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں اور سب کو "السلام علیکم" کہا پہلے ہمارے مکان کی طرف جو قبلہ کی طرف ہے صحن میں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد حضرت سیٹھ صاحب کے مکان پر پہنچے اور چاروں طرف "السلام علیکم" کہا اور واپس ہو گئے اور میری زبان پر صبح تک یہ الفاظ جاری رہے کہ:

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

میں نے تجھ کو اپنے نفس کے لئے چن لیا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بالا ہمارے پیچھے ہوگا اور ہماری عمر کی بھی لمبی معلوم ہونگی اور ہمارا مرنا جینا بھی خدا کے لئے ہوگا اس دن سے یہ بات میرے دل میں مخفی رکھ کر میں نے وکالت عملاً چھوڑ دی اور مال کی محبت بھی میرے دل سے اٹھ گئی۔ اور میں نے تن من دھن سے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے اور دنیا وہ وقف کر دیا میرا الیقین ہے کہ جو زندگی جو اب تک ملی ہے۔ آئندہ ملے گی وہ خدمت دین کے لئے ہوگی اور اسی کے لئے صرف ہونی چاہیئے۔"

اللہ تعالیٰ نے محترم مولوی صاحب کو مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا کرے اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کی اولاد اور افراد خاندان اور احباب جماعت کو ان کے نیک نمونہ کو اپنا کر اسی جوش اور ولولہ سے خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عیسائیت میں خدا کا بدلتا ہوا تصوّر

(بقیہ صفحہ اوّل)

جو رب ہے یعنی تمہاری ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کا سامان مہیا کر کے تمہیں کئی اعلیٰ مقام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رحمٰن ہے یعنی تمہاری اہم ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے خود تمہارے لئے ان ضروریات کو مہیا کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ تم اس سے سوال کرو اور بغیر اس کے تم ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کسی قسم کی محنت برداشت کرو۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رحیم ہے یعنی وہ تمہاری کوششوں کا بہترین ثمرہ پیدا کرتا ہے اور کسی کوشش کو ضائع نہیں جانے دیتا۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو مالک یوم الدین ہے یعنی جو تمہارے اعمال پر جزا سزا مترتب کرتا ہے۔ اور جب کوئی شخص غلط راستے پر چلتا ہے تو اسے اس غلط طریق کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں تا کہ وہ ہوشیار رہے اور غافل نہ ہونے پائے اور تا کہ وہ اپنی زندگی کے اس مقصد کو بھول نہ جائے جو خدا نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک دن مر کر خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو غفور ہے یعنی جب تم خدا کے راستے میں کوشش کرتے ہو تو جو لغزشیں اور کمزوریاں تم سے سرزد ہوتی رہتی ہیں ان پر پردہ ڈالتا رہتا ہے اور تمہاری کوششوں کا خیال رکھتے ہوئے تمہیں ان کمزوریوں کے بداثرات سے بچاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو توّاب ہے یعنی جب تم سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور پھر تم سچے دل سے اس پر پشیمان ہوتے ہو اور تمہاری طبیعت ایک دلی تڑپ کے ساتھ غلط راستہ کے ترک کرنے اور ٹھیک راستہ کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے اور آئندہ کے لئے تم نیک نیتی کے ساتھ اس گناہ کے اثر کو مٹانے اور نیک اعمال کے بجا لانے کا طریق اختیار کرتے ہو۔ اور اپنے لئے ایک موت کو قبول کر کے آئندہ کے واسطے ایک نیا آدمی بننے کا عہد کرتے ہو تو خدا بھی تمہاری مدد کے لئے اترتا ہے اور تمہاری توبہ کو قبول کر کے تمہارے اس گناہ پر اپنی بخشش کا پردہ ڈال دیتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو قادر المطلق ہے۔ یعنی کوئی کام جو قدرت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اس کی طاقت سے باہر نہیں خواہ تمہاری نظر میں وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن نظر آئے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو سمیع ہے یعنی ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اور کوئی آواز نہیں جو اس تک نہ پہنچ سکے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو علیم ہے یعنی کوئی بات یا کوئی خیال یا کوئی چیز خواہ وہ پوشیدہ ہے یا ظاہر ہے اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ناصر ہے یعنی تمہاری تمام ضرورتوں کے وقت اور تمام تکلیفات کے وقت وہ تمہاری نصرت فرماتا ہے۔ بشرطیکہ تم اس کے ساتھ تعلق پیدا کرو۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ازلی ابدی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور زمانہ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو جمیل ہے یعنی وہ تمام خوبصورتیوں اور حسنوں کا مجموعہ ہے اور وہی اس قابل ہے کہ انسان اپنی محبت کے پھول اس کے قدموں پر رکھے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ودود ہے۔ یعنی وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں ان کے ساتھ وہ سب محبت کرنے والوں سے بڑھ کر محبت اور وفاداری دکھاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو متکلم ہے یعنی وہ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اپنی ہمکلامی کا شرف عطا کرتا ہے اور گو بوجہ لطیف ہونے کے وہ ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آ سکتا لیکن جو لوگ اس کے عشق کی آگ اپنے سینوں میں دبی رکھتے ہیں ان پر وہ اپنے محبوبانہ کلام کے پانی کا چھینٹا ڈالتا رہتا ہے تا کہ وہ اس عشق کی آگ میں جل کر خاک کا نہ ہو جائیں۔ ایک عاشق باری تعالیٰ نے کہا ہے اور کیا ہی خوب کہا ہے سہ

بجھ تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدایا۔ نے کہاں یہ پھینکدی جاتی غبار

عزیزو یہ وہ خدا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے۔"

(ہمارا خدا صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۶)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(ہمارا خدا صفحہ ۱۴۲)

اور خدا تعالیٰ کے ہر نقص سے مبرا ہونے کے متعلق حضور فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ صحیح معرفت حضرت عزّت جلشانہٗ کی کئی نشانیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی قدرت اور توحید اور علم اور ہر ایک خوبی اور صفت پر کوئی داغ نقص کا نہ لگایا جائے کیونکہ جس ذات کا ذرہ ذرہ پر حکم ہے اور جس کے تصرف میں تمام ذرّات روحوں کی اور تمام ہیکل زمین و آسمان کی ہے وہ اگر اپنی قدرتوں اور حکمتوں اور قوتوں میں ناقص ہو تو اس عالم جسمانی اور روحانی کا کام چل ہی نہیں سکتا۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۲)

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جن باتوں کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے غلط رجحانات پیدا ہو گئے ہیں ان کو اسلام نے نہایت سیدھا سادہ پیش فرمایا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ہستی میں تغیر و تبدیلی ہی کو لے لیجئے اور پھر اس حدیث پر غور کیجئے۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عزّ و جلّ انا عند ظن عبدی بی۔"

گویا کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ہمیشہ تک ایک ہی حالت میں ہونے کے باوجود لوگوں کو ان کے اپنے خیالات کے مطابق نظر آتا ہے یا ان سے سلوک کرتا ہے خدا تعالیٰ کی مختلف تجلیات اور پھر مختلف لوگوں سے مختلف سلوک کی یہ کتنی واضح اور خوبصورت تشریح ہے لیکن مختلف لوگوں پر خدا تعالیٰ کی مختلف تجلیات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائیوں میں اب یہ عقیدہ رواج پا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) غیر مکمل ہے۔ اور انسانی ارتقاء کی طرح خود اس کا بھی ارتقاء ہو رہا ہے کہ کسی دن تمام ارتقاء کی منازل طے کر کے مکمل خدا بن جائے گا۔

کتنا بودا اور گھناؤنا ہے یہ خیال!

اعلانِ نکاح

خاکسار کے لڑکے عزیزم مظفر احمد کا نکاح مورخہ ۸ … کو حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ مشاہدہ پروین بنت چوہدری محمد عبد اللہ صاحب مرحوم دبھیا چوہدری محمد ظفر درویش قادیان کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرماویں کہ یہ تعلق جانبین اور احمدیت کے لئے بابرکت کرے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار فتح محمد گجراتی درویش قادیان

وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں نہایت شاندار تجاویز

(فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ سلسلہ کے اخراجات کا زیادہ تر دارومدار آمد چندہ جات پر ہے۔ اس لئے وصولی چندہ جات کا کام کس قدر اہم ہے۔ لیکن اگر ہم بزرگان سلسلہ کے ارشادات پر غور و عمل کریں تو کسی دقت کے پیش آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کچھ بیش قیمت تجاویز احباب جماعت کے سامنے پیش کی ہوئی ہیں۔ جو احباب کے علم میں اضافہ اور وصولی چندہ جات میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

"مقامی جماعتوں کے کارکن اپنی اپنی جگہ اسباب کا تفصیلی جائزہ لیں کہ کیا ان کے حلقہ میں کوئی احمدی ایسا تو نہیں ہے جو حسب ہدایت سلسلہ باقاعدہ چندہ ادا نہ کرتا ہو یعنی اگر وہ موصی ہے تو اپنی وصیت کے مطابق چندہ نہ دے رہا ہو۔ اور اگر غیر موصی ہے تو مقررہ ریٹ کے مطابق چندہ عام ادا نہ کر رہا ہو۔ اگر جماعت میں کوئی نادہندہ ہو یا وہ چندہ تو دیتا ہو مگر مقررہ شرح کے مطابق نہ دیتا ہو تو اسے ہر رنگ اور پوری کوشش کے ساتھ پورا چندہ یا پورا حصہ وصیت ادا کرنے پر آمادہ کیا جائے اور اس کوشش کو یہاں تک کامیاب بنایا جائے کہ جماعت میں کوئی فرد نادہندہ نہ رہے۔ احمدی ہو کر چندہ میں نادہندہ ہونا ایسا ہے کہ گویا کسی کا آدھا دھڑ مارا ہوا ہو۔"

(۲)

تجارت پیشہ اور زمیندارہ اصحاب اور صناعوں اور دیگر پیشہ ور لوگوں کے چندوں کی خاص نگرانی کی جائے کہ وہ اپنی آمد کے مطابق صحیح صحیح چندہ ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ چندہ کے معاملہ میں زیادہ خرابی اسی حصہ میں واقع ہوتی ہے یعنی لوگ اپنی آمد بتانے سے گریز کرتے ہیں ایسے لوگوں کو سمجھایا جائے کہ آپ لوگ بیعت کرتے ہوئے اقرار کر چکے ہیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ اس لئے آپ کا یہ سودا خدا کے ساتھ ہے اور خدا کے ساتھ سودا کر کے دھوکا کرنے والا بالآخر کبھی کامیاب اور بامراد نہیں ہوتا۔

(۳)

"جو نئے دوست احمدیت میں داخل ہوتے ہیں انہیں شروع سے ہی چندوں کا عادی بنایا جائے۔ یہ پالیسی درست نہیں ہے کہ نئے لوگوں کے ساتھ چندوں کے معاملہ میں نرمی کرنی چاہیئے۔ جو لوگ ایک دفعہ رعایت کے عادی ہو جائیں۔ وہ پھر الا ماشاء اللہ ہمیشہ رعایت کے ہی طالب رہتے ہیں۔ پس نئے دوستوں کو شروع میں ہی چندہ کا فلسفہ سمجھا کر اور مناسب رنگ میں تحریک کر کے چندہ کا عادی بنانا چاہیئے۔

(۴)

عورتوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کیا جائے۔ یہ خیال درست نہیں ہے کہ چونکہ عورتوں کی آمدنی خاوندوں کی طرف سے آتی ہے اور خاوند اپنی آمدنی پر چندہ پہلے ہی دے دیتے ہیں اس لئے عورتوں پر چندہ واجب نہیں۔ خدا کے سامنے ہر شخص اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہے اور ہر شخص کو اپنی اپنی قبر میں جانا ہے۔ پس ہر شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہر خدمت دین میں براہ راست خود حصہ لینا چاہیئے۔ جن عورتوں کو ان کے خاوندوں کی طرف سے جیب خرچ ملتا ہے۔ وہاں وہ اس جیب خرچ میں سے چندہ دیں۔ جیسا کہ وہ ذاتی وصیت کی صورت میں چندہ دیتی ہیں۔ اور جن عورتوں کو کوئی معین جیب خرچ نہیں ملتا وہ اپنے ذاتی خرچ کا اندازہ کر کے چندہ دیا کریں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ تربیتی نقطۂ نگاہ سے عورتوں میں خدمت دین کا براہ راست جذبہ پیدا کرنا مردوں کی نسبت بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ان کی گودوں میں قوم کے نونہال پلتے ہیں۔ اور اگر وہ دیندار اور خادم دین ہوں گی تو لازماً ان کی اولاد پر بھی ان کی نیکی کا اثر ہوگا۔ بچپن میں اولاد پر ماں باپ کی نسبت یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔"

(۵)

چھٹا اور سب سے زیادہ پختہ ذریعہ چندوں کی ترقی کا جماعت کی تربیت ہے۔ اب جماعت پر وہ زمانہ ہے کہ جب براہ راست بیعت کرنے والے احمدیوں کے مقابل پر نسلی احمدیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نسلی بیعت میں بالعموم وہ طاقت نہیں ہوتی جو ایسی بیعت میں ہوتی ہے جو خود سوچ سمجھ کر علیٰ وجہ البصیرت کی جائے۔ براہ راست بیعت ایسے درخت کا حکم رکھتی ہے جو پیوند کے ذریعہ تیار ہوتا ہے۔ لیکن نسلی احمدی تخمی درخت کے حکم میں ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ جس طرح پیوند کے ذریعہ تیار کیا ہوا پودا اصلی درخت کی صفات کا ورثہ پاتا ہے اس تخم سے تیار کیا ہوا پودا نہیں پاتا۔ پس جب تک ہم اپنے بچوں اور اپنے نوجوانوں میں پیوندی پودے والا رنگ پیدا نہیں کریں گے اور ان کے دلوں میں ایمان کی براہ راست چنگاری روشن نہیں ہوگی۔ یہ حصہ الا ماشاء اللہ ہمیشہ جماعت کی کمزوری کا موجب رہے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمارے دلوں میں دین کی محبت پیدا کرے اور ہمیں صحیح معنوں میں خادم دین بنائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے یوم التبلیغ

بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۶۵ء

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ جون ۶۵ء کو یوم التبلیغ منائے جانے کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ اس دن صبح ۱۰ بجے تک تقریباً ۳۸ خدام احمدیہ جوبلی ہال تشریف لے آئے۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کی نگرانی میں ان خدام کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور انہیں فری لٹریچر جو انگریزی اردو ہندی اور گورمکھی میں طبع شدہ موجود تھا دیا گیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے اور خاکسار نے خدام کو طریق تبلیغ سے متعلق خطاب کیا اور دعا کے بعد تمام خدام شہر کے تمام محلوں کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور خاکسار کے ہمراہ مکرم مولوی صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ دن بھر کی تقسیم لٹریچر اور تبادلہ خیالات کے بعد تمام گروپ لیڈر جوبلی ہال سے تشریف لائے اور اپنی رپورٹیں تحریراً پیش کر دیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوانوں نے یہ دن نہایت ہی خوشی اور جانفشانی سے تبلیغ حق میں گذارا۔ انہوں نے عیسائیوں کے گرجاؤں میں اور مسلمانوں کی مسجدوں میں سکھوں کے گوردواروں میں جا کر لٹریچر تقسیم کئے اور دیر تک مختلف امور پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ بہتوں کے پتہ جات لے کر مولوی صاحب کو دیئے تاکہ ان کے ساتھ بعد میں بھی تبلیغی مراسم قائم کئے جائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں برکت دے۔ نوجوانوں کے اخلاص اور خدمت دین کے جذبہ کو بڑھائے۔ اور قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ اور ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں زیادہ سے زیادہ جوش اور تڑپ پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: محمد صادق سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد

خبریں

سرینگر ۵ جولائی ۔ معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ چینی شمالی لداخ میں اپنی فوجی چوکیوں کو کمک پہنچانے کے لئے کچھ ملکے ٹیلی ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں لے آئے ہیں ۔ پچھلے چند ہفتوں میں دریائے چپ چیپ ۔ کے علاقہ میں جہاں کہ چینیوں نے رسل و رسائل کو بہتر بنانے کے لئے کچی سڑکیں اور راستے بنائے ہیں ۔ کچھ فوجی گاڑیاں بھی دیکھی گئی ہیں ۔ چینی مقبوضہ اکسائی چین اور جنوبی سنکیانگ میں چین کے فوجی تاقلوں کی باقاعدہ نقل و حرکت ہوتی رہتی ہے ۔ چینیوں نے چپ چیپ کے علاقہ میں اپنی اگلی فوجی چوکیوں تک ایک اہمی امدادی سڑک بنالی ہے ۔ شمالی لداخ میں چین دو سڑکیں بنا چکا ہے ۔ ان میں سے ایک ۱۹۵۵ء میں تیار کی گئی تھی اور دوسری ۶۰ - ۱۹۵۹ء میں ان سڑکوں کی موجودگی میں چین کے لئے ملکے ٹینک لانا بہت آسان ہو گیا ہے لیکن جنگ ہوئی یا نہ ہوئی شمالی سیکٹر میں بحیثیت مجموعی چین کی فوجی پوزیشن اب پہلے کی طرح مضبوط نہیں ۔ بھارتی فوجیں کسی بھی چینی حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں ۔

دہلی ۵ جولائی ۔ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے متعلق اور جمہوریہ ہند کے آرڈیننس مجریہ ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء کے جواز کو جمعیت العلماء ہند کی زیر نگرانی سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا ہے ۔ اس رٹ درخواست پر جو چار افراد کے دستخطوں سے سپریم کورٹ میں داخل کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ صدر کے اس آرڈیننس سے ان حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے ۔ جو کہ ہندوستانی دستور کے دفعہ ۳۰ (الف) کے تحت اقلیتوں کو حاصل ہیں اور جن کے مطابق اقلیتوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کریں ۔ اور ان کا انتظام اپنی مرضی کے مطابق چلائیں ۔ رٹ پٹیشن پر جن کے دستخط ہیں ۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) شری اشفاق علی خاں ایڈووکیٹ شاہجہانپور (۲) مولانا محمد مسعید صاحب کونسلر و سیکرٹری جمعیت العلماء ہند دہلی (۳) مولانا اخلاق حسین قاسمی کونسلر دہلی (۴) محمد سلیمان صاحب طالب ضلع گوڑگانواں ۔

دہلی ۵ جولائی ۔ ملک میں پیاز بھی غیر ملکی کرنسی حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا جا رہا ہے ۔ ۶۴-۱۹۶۳ء میں اس کا ایکسپورٹ بڑھ کر قریباً ۳ کروڑ روپیہ ہو گیا اور جب تیسرے پانچسالہ پلان کے اختتام تک اس کا ایکسپورٹ ۵ کروڑ روپیہ تک ہو جانے کی امید ہے ۔ ۵۸-۱۹۵۷ء میں ۰۰۰ ۸۰ ٹن پیاز یعنی ایک کروڑ ۴۸ لاکھ روپے غیر ممالک کو برآمد ہوا ۔ ہمارے کل ایکسپورٹ کا ۵۰ سے ۵۵ فیصدی حصہ سیلون نے خریدا ۔ اس کے علاوہ ملائشیا ، بحرین مشرقی افریقہ پاکستان اور برما بھی ہندوستانی پیاز کے خریدار ہیں ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ انگلستان میں ۱ کروڑ روپیہ کے ۱۳ لاکھ پیالے سالانہ کھپ جاتے ہیں ۔ جہاں کہ بھارتی پیاز کے لئے بازار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

راولپنڈی ۵ جولائی ۔ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے درمیان نیپال کے راستہ ریڈیو ٹیلیفون کا سلسلہ عنقریب شروع ہو جائے گا ۔ اس پراجیکٹ پر ۲½ کروڑ روپیہ خرچ آئے گا ۔ جس کے چالو ہونے پر پاکستان کے دونوں حصوں میں براہ راست ٹیلیفون کا ڈائل سسٹم شروع ہو سکے گا ۔ اس وقت مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان وائرلیس کے ذریعہ نامہ و پیام ہو سکتا ہے مگر یہ سلسلہ کئی بار کافی دیر تک منقطع رہتا ہے ۔

چنڈی گڑھ ۵ جولائی ۔ پنجاب منسٹری کامریڈ رام کشن نے آج یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ پنجاب سرکار نے دو لاکھ کی بجائے ۲½ لاکھ ٹن گندم کا سٹاک جمع کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ مرکز کے لئے جو دو لاکھ ٹن گندم جمع کی جا رہی ہے وہ اس سے الگ ہے

نئی دہلی ۵ جولائی ۔ سمیکت سوشلسٹ پارٹی کی نیشنل کونسل نے رن کچھ میں جنگ بندی کے معاہدہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کے سوال کی جانچ پڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ کونسل نے غازی آباد میں منعقدہ میٹنگ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہندوستانی آئین میں بھارتی علاقہ کی قسمت کا فیصلہ کسی دوسری ایجنسی کو سونپنے کی کوئی دھارا نہیں ۔ اس لئے رن کچھ کے بارے میں ٹریبونل کو فیصلہ سونپنا ہندوستانی آئین کی توہین ہے ۔

لدھیانہ ۶ جولائی ۔ سابق ڈیفنس منسٹر شری کرشنا مینن نے کل یہاں کانگرسی ورکروں کی ریلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ رن کچھ میں جنگ بندی کے متعلق بھارت اور پاکستان کا معاہدہ سیاسی معاہدہ نہیں ہے بلکہ صرف جنگ بندی کا سمجھوتہ ہے ۔ اگر اس پر ٹھیک ڈھنگ سے عمل نہ ہو تو ہم اس معاہدہ سے پہلے کی پوزیشن اختیار کر سکتے ہیں ۔ شری مینن نے کہا کہ اس معاملہ پر حکومت کی اندھا دھند نکتہ چینی نہ کی جائے ۔ البتہ نظر رکھی جائے ۔ میں اس معاہدہ پر نہ تو محض نکتہ چینی کروں گا ۔ اور نہ اس کا سواگت کروں گا ۔ اگر میں برسر اقتدار ہوتا تو غیر ملکی دباؤ کے تحت اس طرح کا معاہدہ منظور نہ کرتا ۔

کانپور شہر میں جماعتہائے احمدیہ اُتر پردیش

(یُو ۔ پی)

کی صوبائی کانفرنس

اتر پردیش کی احمدیہ جماعتوں کی صوبائی کانفرنس مورخہ دس گیارہ جولائی ۱۹۶۵ء کو کانپور شہر میں منعقد ہو رہی ہے بفضلہ تعالیٰ کانفرنس کے انتظامات شروع کر دیئے گئے ہیں ۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں ۔

کانفرنس میں شریک ہونے والے احباب کے قیام و طعام کا انتظام جماعت احمدیہ کانپور کے ذمہ ہوگا ۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں ۔ عہدیداران جماعت ہائے اتر پردیش سے درخواست ہے کہ وہ اس کانفرنس میں شمولیت کے لئے احباب میں تحریک فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔

کانفرنس میں شریک ہونے والے احباب اگر پہلے سے اپنی آمد کی تاریخ اور ٹرین وغیرہ سے اطلاع دیں گے ۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ انہیں اسٹیشن پر ریسیو کرنے کا انتظام کیا جائے گا ۔

تاہم احباب جائے قیام تک پہنچنے کے لئے حسب ذیل پتہ نوٹ کر رکھیں ۔

مکان نمبر ۴۲/۲۹ حوض والا مکان ۔ مکھنیاں بازار

دفتر دسدیق فیض عام انٹر کالج) کانپور ۔

خاکسار بشیر احمد صدر مجلس استقبالیہ صوبائی کانفرنس

ڈیلورپو ہوٹل مال روڈ کانپور میں

پریس کانفرنس

کانپور میں منعقد ہونے والی جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش کی صوبائی کانفرنس کے سلسلہ میں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کانپور ۔ مشہور ہوٹل ڈیلورپو میں مورخہ ۲۴ جون کو ہوا ۔ صوبائی کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے صدر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے صوبائی کانفرنس کی غرض و غایت بتائی ۔ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد اور تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی ۔ نیز ہندوستان میں مختلف اقوام کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ جو کوشش کر رہی ہے اس کو تفصیل سے بیان کیا ۔

پریس کانفرنس میں اخبار سیاست جدید کانپور ، اور اخبار پیغام کے نمائندگان موجود تھے ۔ ——— (نامہ نگار)